بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چراغِ تصوف

(شعری مجموعہ)

سوانح حیات

شاذ رمزی

مختصر تعارف

والد	:	بدھو خان
والدہ	:	روح افروز
نام	:	محمد اسحاق خان
تخلص	:	شاذ رمزی
پیدائش	:	یکم جنوری 1972ء
مقام	:	قصبہ علی گنج، ضلع بریلی (یوپی)
استاذ	:	حضرت شمس رمزی (مرحوم)
تصنیفات	:	چراغِ ادب ۔ چراغِ تصوف
تصنیفات آئندہ	:	چراغِ غزل، چراغِ نبوت

Shaaz Ramzi
Plot 10, Room No. 11, Gate
No.5, Malwani, Malad (W),
Mumbai- 400 095
Call: 8424898170
9867957402

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	چراغِ تصوف
نوعیت	:	(شعری مجموعہ) سوانح حیات
سرورق کمپوزائز	:	سلیم قاسمی، قاسمی پرنٹرس، ممبئی۔3
سن اشاعت	:	بارِ اول 2023
ضخامت	:	192 صفحات
تعداد	:	500
قیمت	:	300/- روپئے
ترتیب و تزئین	:	ڈاکٹر غضنفر اقبال
نگران کار	:	رؤف صادق

Charagh-e-Tasawwuf

Sawan-e-Hayat

Shaaz Ramzi
Plot 10, Room No. 11, Gate No.5, Malwani,
Malad (W), Mumbai - 95.
Call: 8424898170 / 867957402

انتساب

پیر طریقت محمد شاہ ثقلین میاں حضور

الحاج حضور غازی میاں صاحب

اور

الحاج حضرت صادقین صاحب

شاذ رمزی

مقدمہ

------ڈاکٹر میاں میرٹھی

عالمی شہرت کی حامل ممتاز علمی و ادبی شخصیت ، ماہرِ لفظیات ، صاحبِ آہنگ و فرہنگ ، اہلِ عروض شاعر حضرتِ شاذ رمزی عروس البلاد ممبئ کی کتاب منظر عام پر آنے کو ہے جو کہ حمدِ باری تعالیٰ سے شروع ، اور نعتِ نبی آخرالزماں رسولِ عربی حضرت محمد ﷺ سے منور ومجلہ، خلفائے راشدینؓ و چار یارؓ کا جامع تذکرہ، اہلِ بیت واطہارؓ کی محبّت وعقیدت سے لبریز اعلیٰ وارفع کلام کا مرقع ، واقعۂ کربلا کی انتہائی دلسوز اور بیحد کرب انگیز منظر کشی ، مناقباتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ، علمائے عظام کی تعلیمی وتدریسی خدمات کا احاطہ اور مفکرانہ سرگزشت ، امامِ اربعہ اور فقہی مسائل ، اہلِ حق کے عادات وخصائل ، مست وملنگ ، قطب وابدال ، عابد وزاہد حضرات کی خصوص کیفیات پر روشنی ، صوفیاء کرام کی دل نوازی و غریب پروری ، روحانی ڈاکٹرس کے حکیمانہ وطبیبانہ طوار وطریق پر طائرانہ نظر، سلسلۂ اربعہ کے بزرگوں کی خانقاہی تربیت اور پیر ومرشد کے ربط وضبط کی باتیں ، دینِ فطرت ، مذہب و ملّت کے شیدائیوں اور جاں نثاران کا طرزِ حیات اور امّتِ وسط ، ملّت ابراہیمؑ دینِ اسلام کے تمام ہی سلسلوں مثلاً قادریہ، چشتیہ، صابریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، سرہندیہ، غوثیہ، رضویہ، اشرفیہ، ثقلینیہ ، مجیدیہ؛ شرافتیہ ؛ وغیرہ کے بزرگان کا منظوم مدلل ومفصل بیانیہ، خاصانِ خدا کے فضائل وبرکات اور زہد وتقویٰ ، اولیاء اللہ کے کرامات وکمالات ، صاحبانِ کشف وولایت کی مکمل روداد ، بیعت وارشاد ، احسان وسلوک ، تزکیہ وتربیت ، اوصافِ حمیدہ ، از افاداتِ پیرِ مغاں ، شیخِ طریقت ، عامل وکامل ، درویش صفت اشخاص کا اندازِ سائلی اور اُن تمام کرشمہ ساز

شخصیات اہل اللہ و عارف باللہ کے تعارفی خاکے نیز اُن اللہ والوں کی تعریفی وتوصیفی نظموں کا وقیع مجموعہ ہے جس کا نام نامی اسمِ گرامی" چراغِ تصوّف" ہے۔۔محمد اسحاق خان المعروف شاذ رمزی کا مقامِ ولادت قصبہ علی گنج ضلع بریلی یوپی ہے علمی و ادبی خانودے سے تعلق ہونے کے باعث انکی اول تعلیمی بسم اللہ گھر پر ہی ہوئ اور پھر مدرسہ واسکول کی طرف رخ کیا، بعد ازاں ذریعۂ معاش کے لئے قلب البلاد دہلی آگئ اور شاعری کی اصلاح اور فنّی باریکیوں تک رسائی کے لئے دہلی کے معروف ومعتبر استاد شاعر حضرتِ شمس رمزی کی شاگردی اختیار کی لی حالانکہ ان کے بعد حضرتِ امیر ممکن سہارنپوری صاحب مرحوم کے رابطے میں بھی رہے امیر ممکن صاحب باقاعدہ استاد تو نہیں تھے چونکہ ایک ہی جگہ رہتے تھے اس لئے وقتاً فوقتاً استفادہ ان سے بھی کیا ہے کاروباری مصروفیت بڑھتی گئ تو اپنے ماں جایوں اور حقیقی برادران کے ساتھ کام کی ابتداء کی مگر کچھ سال بعد ہی اِس ادبی طائر نے تخیّلات کی پرواز عروس البلاد ممبئ کی طرف بھر لی اور اب عرصہ دراز سے یہیں مقیم ہو کر شعری و ادبی سرگرمیوں میں مصروف وملوث ہیں ۔اپنے استاد مرحوم کی طرح شاذ رمزی کے شاگردوں کی فہرست بھی طویل ہے گزشتہ سے پیوستہ سال جبکہ شاذ رمزی مدظلہ کی توجہ ادب کی اِس اہم ترین صنفِ سخن نظم گوئ کی جانب مبذول ہوئ جس میں انہوں نے بزرگانِ دین اولیاء اللہ کے اوصافِ حمیدہ کا منظوم احاطہ کرنا شروع کیا تو راقم الحروف اُن سے التماس گزار ہوا کہ اِن تمام نظموں کو بھی مجموعے کی شکل دے دی جائے تاکہ استفادۂ عام ہو سکے تو انہوں نے اپنے سلسلے کے کسی بڑے بزرگ (غالبًا حضرتِ شاہ ثقلین میاں حضور دامت برکاتہم) سے مشورہ کیا اور بالآخر خدائے وحدہ لاشریک حضرتِ حق تعالیٰ جلّ مجدہ نے انکے دماغ میں یہ بات ڈال دی کہ اربابِ تصوّف اور بزرگانِ دینِ مبین سے متعلق کہی گئ نظموں کے مجموعے کو منظرِ عام پر

لانے کی مبارک سعی کی جائے۔چونکہ حضرتِ موصوف نے قبل ازیں مختلف میادینِ کار میں نمایاں وعظیم نیز قابلِ قدر اور لائقِ ستائش شعری وادبی خدمات انجام دینے والے معروف و معتبر ،مشہور ومقبول شعراء وشاعرات اور دیگر دانشوران ومقبول سماجی کارکنان کے فنون و شخصیات پر معیاری نظمیں لکھیں اور اُس کو کتابی شکل عطا فرمائی جو کہ" چراغِ ادب" کے نام سے مقبولِ خاص وعام ہوئی ،اُس کتاب (چراغِ ادب) کی رسمِ رُونمائی عروس البلاد ممبئی میں دومقامات پر ہوئی ،اس سے قبل ۔قلب البلاد دہلی ، دیوبند، جیسے دیگر مختلف مقامات پر ہوئی اور الحمدللہ خوب پزیرائی ملی ۔۔۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس شعر کا صحیح اطلاق شاذ رمزی پر ہی آتا ہے،مصوّرِ فطرت، خالقِ کائنات، ربّ قبلہ وکعبہ حضرتِ حق تعالیٰ جلّ شانہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنہیں نظم گوئی کا ایک ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے جسکے باعث آج اِنکا نام نامی اسمِ گرامی (شاذ رمزی) دنیا بھر میں بڑے ہی ادب اوراحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔شاذ رمزی جیسے شعراء کا کلام وقتی نہیں ہوا کرتا بلکہ تادیر مخلوقِ خدا کو فیضیاب کرتا ہے حضرتِ شاذ رمزی نے ہندوستان اور بیرونِ ہند اپنی شعری سحر انگیزی، جادو بیانی ،طلسمانہ کیفیت نیز شاعرانہ عظمت وتقدیس اور ادبی خدمات کے اعتراف کا بہت ہی خوب اور اچھا سکّہ بٹھا دیا ہے خاص طور پر بھارت ، پاکستان ،لندن اور امریکہ میں اِن کے چاہنے والوں اور شاعری کو پسند کرنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہے جسکی جھلک سوشل میڈیا اور فیس بک پر نظر بھی آجاتی ہے۔شاذ رمزی کی نظمیں ،غزلیں رباعیات ودیگر شاعری اخبارات ومجلّات ، رسائل وجرائد کی بھی زینت بنتی رہتی ہے،شعر وسخن کی بہت سی شامیں

انکے نام کے ساتھ منسوب ہوچکی ہیں ، ان کے تعامل سے ہندوستان بھر کی شعری وادبی محفلیں اور مجلسیں نور افشاں بنی ہوئی ہیں!! یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ دنیائے علم وادب میں نثر کی بہ نسبت نظم زیادہ دلچسپی کے ساتھ پڑھی اور سنی جاتی ہے اور دیر تک یاد رہ کر ذہنوں پر نقش بھی ہوجاتی ہے، بسا اوقات کوئی شعر اچانک سماعت سے ٹکراتا اور نہ صرف ذہن ودماغ پر مرتسم ہوتا بلکہ وہ قلب وروح کی گہرائیوں تک میں بھی اترتا چلا جاتا ہے۔شاید کہ اِن سب خوبیوں اور خصوصیات کے پیشِ نظر موصوف نے نظموں کا انتخاب فرمایا اور بیحد خوبصورت انداز اور شاندار الفاظ کے ذخائر کو سمیٹ کر روحانیت وحقانیت سے سرشار نظمیں لکھ ڈالیں جو گوں نہ گوں قابلِ تحسین اور لائقِ مبارک باد عمل ہے ۔راقم الحروف نے اِس (چراغِ تصوّف)مسودے کا از اول تا آخر مطالعہ کیا ہے" اپنی بات" کے عنوان سے تحریر شدہ مضمون میں شاذ رمزی نے اِس منظوم کتاب کی وجہ تخلیق کے مقصد کو خوبصورتی کے ساتھ نمایاں اور واضح کرنے کی مستحسن کوشش کی ہے وہیں" اظہارِ تشکّر" نامی تحریر میں بھی شاذ رمزی نے اپنے تمام ہی ادبی دوستوں ، انسانیت نوازوں ،خیر خواہوں اور محبّانِ اردو وادب کا شکریہ ادا کیا ہے خاص طور پر اپنی والدہ ماجدہ کی دعاؤں کے صدقے کو اہمیت اور افادیت بخشی ہے ۔مزکورہ کتاب کا سرورق اور ٹائٹل بہترین تزئین کاری سے مزین وآراستہ ہے، جملہ حقوق بحقِ تخلیق کار محفوظ ہیں نیز قانونی چارہ جوئی کے لئے بومبے ہائی کورٹ کا دروازہ کھلا ہے، انتساب اربابِ فکر وفن کی عظمت وتقدّس کا پرزور الفاظ میں اعتراف ہے، رؤف صادق صاحب ممبئی اور حضرتِ مختار تلہری بریلی نے بیحد شاندار انداز اور انتہائی خوبصورت الفاظ کی آمیزش اور شیرنی وچاشنی سے لبریز ومعطر تقریظات قلمبند فرمائیں اور اِس منظوم کتاب کے حُسن کو دوبالا کر دیا ہے، آخری صفحے اور پسِ ورق تک تمام ہی کتاب کا جائزہ قابلِ دید اور

نہایت ہی دلکش ہے، حرف حرف کو نگینہ اور لفظ لفظ کو آبگینے سے تعبیر کیا جائے تو ہرگز بیجا نہ ہوگا!! راقم الحروف کو قوی امید ہے کہ شاذ رمزی کی نظموں کا یہ مجموعہ (چراغِ تصوّف) بھی بہت سے سخن شناس اصحاب کی پیاس بجھانے میں معاون و مددگار ثابت ہوگا اور رہتی دنیا تک مخلوقِ خدا کو فیضیاب کرتا رہے گا نیز ادبی حلقوں میں یہ ایک اہم ترین مقام حاصل کریگا۔۔۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔۔ دعا ہے کہ اللہ رب العالمین اِس منظوم کتاب "چراغِ تصوّف" کو شرفِ قبولیت سے نوازے، صاحبِ کتاب کے لئے دنیاوی نیک نامی اور اُخروی اجر وثواب کا حَسین وبہترین ذریعہ بنائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

شاد باش اے شاذ رمزی یارِ من مرحبا،!

ایں وصف آغاز سخن خیر اندیش

رؤف صادق (ممبئی)

تصوف، باطنی ریاضت سے شروع ہونے والا وہ سفر ہے۔ جو حقائق کا انکشاف کرتا ہوا اپنی ذات کو خالقِ حقیقی کی قربت سے ہمکنار کرتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو معرفت کہلاتا ہے اور یہ سفر اتنا آسان نہیں ہے۔

مِرے وجود کو کس روشنی نے غسل دیا
کہ آفتابِ ضیا بیز ہو گیا ہوں میں

حبیب اللہ آبادی

صوفیاء کرام کے نزدیک، فنا کا تصور نفسیاتی خواہشات کو فنا کرنا ہے۔ تا کہ دل زندہ ہو سکے۔ اور دل کی حیات، نفس کی موت کا اعلان ہے۔ یہی عمل نجات کا ذریعہ اور خدائے مطلق سے قرب کا سبب بنتا ہے۔

نیاز عاشقی کو ناز کے قابل سمجھتے ہیں
ہم اپنے دل کو بھی آپ ہی کا دل سمجھتے ہیں — جگر مراد آبادی

اپنی نفسانی خواہشات کو فنا کرنا، یہ تصوف کا روحانی عمل ہے۔ یہیں سے انسان کا اپنی ہستی کو پہچاننے کا داخلی عمل شروع ہوتا ہے۔ اور خود شناسی کا یہ عمل انسان میں اخلاقی شعور اور قوتِ عمل کو بیدار کرتا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں اخلاقی شعور کی نمو پذیری ہونے لگتی ہے۔ صوفیاء کرام کی یہ نیک نیتی انہیں عزت و شرف کے تخت پر بٹھاتی ہے۔ کیونکہ سماج کے تئیں ان کا رویہ نرم و مشفقانہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ، تلقینِ صداقت اور خدمتِ خلق کا جذبہ انہیں سب سے اعلیٰ و افضل مقام عطا کرتا ہے۔

نیکی بدی کا فیصلہ تو آپ کیجئے
میرا تو ہر عمل ہے عبادت کا فلسفہ — رؤف صادق

آیئے! اب ہم تصوف میں جذبۂ عشق کی کیا اہمیت ہے۔ اس پر غور کریں گے۔ جذبۂ عشق تصوف کا وہ محور ہے۔ جہاں سے عشق کی خوشنما کرنیں پھوٹتی ہیں۔ اور روح وقلب کو منور کر دیتی ہے۔ جذبۂ عشق تصوف کا وہ ارتقائی عمل ہے۔ جہاں پر عشق کی سرخروئی اور سرشاری نظر آتی ہے۔ شاعر کے یہاں یہی کیفیت عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی کی طرف، ہجر وصال کی صورت مراجعت کرتی ہے۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصوف

----------علامہ اقبال

خسرو دریا پریم کا الٹی وا کی دھار
جو اترا سو ڈوب گیا جو ڈوبا سو پار

ہمارے شاعروں نے بھی تصوف کے تمام عقائد و نظریات اور راہ سلوک کی تمام کیفیتوں کو اپنے اشعار میں موتیوں کی طرح ڈھالنے کی سعی کی ہے۔ جیسے وحدت الوجود و الشہود، فنا و بقا۔ خیر و شر، تسلیم و رضا، قدر و جبر، دنیا کی بے ثباتی اور عشق کی گنجلک راہوں کی تلاش، گویا تصوف پر لکھنا قطرہ قطرہ سمندر کھنگالنے کے مترادف ہے۔

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

----------علامہ اقبال

زر گل ، نکہت گل، جلوۂ گل کی تشبیہ
حسن یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا کہئے

--------صفی اورنگ آبادی

کر نہیں پیا جو اپنے اندر اپنا میں تلاش
درحقیقت وہ بشر ہے چلتی پھرتی ایک لاش

---شاذ رمزی

تصوف کی قدر و قیمت کا اندازہ صوفیاء کرام کی زندگی کے مطالعہ سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بلا لحاظ مذہب و ملت خدا کی مخلوق کی بے لوث خدمت کرنا ہے۔ اور راحت پہنچانا ہے۔ صوفیائے کرام کی زندگی میں احسان لفظ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ صرف اور صرف کارِ خیر کا تصور اہمیت کا حامل ہے۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

------غالبؔ

یہاں پر حضرت شرافت علی میاںؒ پر لکھی ہوئی شاذ رمزی کی نظم سے چند اشعار منتخب کئے گئے ہیں۔ جن میں آپ تصوف کی ہر خوشبو کو محسوس کر سکیں گے۔

اولیاء اللہ کے ایسے شجر شاداب ہیں
خود فرشتے جنکے سائے کیلئے بے تاب ہیں
دوستی لازم ہے تیری روح کی اس نفس سے
خوفِ دنیا تجھ کو ہوگا نہ ہی ہوگا ڈر تجھے
عشق کوہ طور پر موسیٰ کو لے کر آ گیا
عشق عیسیٰ کو بھی لے کر آ سماں پر آ گیا

شاذ رمزی

تصوف تمام پیغمبروں کا لائحہ عمل رہا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلیم اللہ اور یدِ بیضاء، عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی، حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں اعتکاف، حضرت یعقوب علیہ السلام کا صبر و شکر حضور پاک ﷺ کی معراج اور تصوف کاہ سلسلہ صوفیاء کرام تک پہنچتا ہے۔

شاذ رمزی نے اپنی اس کتاب" چراغ تصوف" میں صوفیاء کرام اور بزرگانِ دین کی حیات اور ان کے کارہائے نمایاں اور اعمال صالحات کا خوبصورتی سے جائزہ لیا ہے۔ اور صفحۂ قرطاس پر شعری پیکر عطا کیا ہے۔

شاذ رمزی فطری طور پر شاعر ہیں۔ زود گو ہیں۔ اور غزل کے عمدہ شاعر ہیں، لیکن ایک عرصہ سے نظم کی طرف ان کا رجحان کچھ زیادہ ہے۔

اس کتاب سے قبل" چراغِ ادب" توصیفی نظموں کا مجموعہ منظر عام پر آ کر باذوق قائین سے داد و تحسین حاصل کر چکا ہے۔

شاذ رمزی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کے شاگرد اندرون ملک اور بیرون ملک پھیلے ہوئے اردو کی خدمت کر رہے ہیں۔

مجھے امید ہے اردو کے باذوق قارئین میں" چراغِ تصوف" کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔☆☆☆

تصوف کا آئینہ دار شاذ رمزی

علوم وفنون نیز دیگر موضوعات ہائے سخن پر بہت کچھ لکھا جا چکا ھے، اور ان شاء اللہ آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا۔"اقرا" کی ضوفشانی میں قرطاس وقلم کا یہ قافلہ یونہی ہمیشہ رواں دواں رہے گا. علم حصول کائنات کا عین مقصد ھے اوراس کا عمل ماحصل زیست ھے، علم بیش ازبیش وہ خزینہ ۶ بے بہا ھے جس کا اختتام نہیں. یہ شاخِ شجر اقرا کی ھے جو ہمیشہ ہری بھری رہتی ھے، اوراس کی افضلیت کی وعید آقائے مدنی حضرت مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے عطا ہوئی ھے. پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ علم وعمل سے زیادہ سے زیادہ خود کو مزیّن وآراستہ رکھا جائے. عزیزی محمد اسحاق خان بالمعروف المتخلص شاذ رمزی ان ہی رمز شناس لکھاریوں میں شامل ہیں جو گاہے گاہے مذہب وادبیات کی ضوفشانیوں کو اپنے زریں قلم سے صفحہ ۶ قرطاس کو رنگین بناتے نظر آتے ہیں. ان کی نئی کتاب "چراغِ تصوف" منتظرِ اشاعت ہے جو شعری مجموعے کی صورت میں جلد منظرِ عام پر ہوگی. اس کتاب میں انہوں نے بہت سارے اصفیائے کرام کے کشف وکرامات اوران کے اوصافِ حمیدہ پر منظوم صورت میں خراجِ عقیدت پیش کیا ھے. نیز اہلِ بیت اطہار، شہدائے عظاّم اور خلفائے راشدین کے علاوہ بزرگ کاملہ رابعہ بصریؒ کو بھی گلہائے عقیدت کا ہدیہ ۶ تبریک پیش کیا ھے . یقیناً عزیزی شاذ رمزی کا یہ ایک خوبصورت صالح عمل کارنامے میں شمار ھے اوران کا یہ عمل صالح قابلِ قدر وستائشی ھے. تصوف دراصل جزوِ اسلام ھے، اس کی پنہائیوں اور پہنائیوں میں رازِ وحدت کا فلسفہ مضمر ھے. جب یہ شگوفہ چٹختا ھے تو بندہ ۶ مومن پر الوہیّت کے راز

منکشف ہوتے ہیں اور وہ اس مہک سے بیاکل ہرن بن جاتا ھے. حضرت خواجہ الشاہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے جب اس مہک سے آشنائی حاصل کی تو انہوں نے سنجر سے آکر راجستھانی ریگ زاروں کو مشک زار بنا دیا، پھر تو لاکھوں شمعیں روشن ہو اٹھیں. اسی طرح بوئے مرشد سے معطّر ہوکر حضرت امیر خسروؒ بہ کرم مرشدی جب اس مہک سے مست دیوانہ ہوئے تو پائے مرشدی کو متاعِ زیست بنالیا. بحمدِ للہ شاذ رمزی صاحب بھی اپنے پیرِ طریقت کے رمز آشنا ہیں جنہوں نے بڑے حسین منظوم پیرایہ میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کرکے اپنے لئے وسیلہ ۶ ظفر اور وسیلہ ۶ نجات بنالیا ھے. امید کرتا ہوں عزیزی رمزی کی یہ رمز آشنایت رائیگاں نہیں جائگی. بہت ساری دعاؤں کے ساتھ مبارکباد والسلام

خاکسار مختار تلہری ثقلینی بریلی

موبائل---7668263626

اظہارِ تشکر

چراغ تصوف" کے میرے یہ تمام رہنما اور معتبر احباب، جنھوں نے اپنی حوصلہ افزائی سے میرے چشم وقلب کو منور کر دیا ہے ان میں سرفہرست حضرت علامہ مفتی محمد شاہ عالم صاحب قبلہ ہیں جنہوں نے اپنی علمی و عملی بصیرت و بصارت سے میری رہنمائی فرمائیں انکے علاوہ شعراء حضرات میں محترم رؤف صادق صاحب * حبیب الہ آبادی صاحب * یوسف دیوان صاحب * اکرم نگینوی صاحب * میاں میرٹھی صاحب * منیر ہمدم صاحب * سیف سحری صاحب * جگر نوگانوی صاحب * فرحت اللہ فرحت صاحب * صدف برنی صاحب * اقبال ہنر مسعودی صاحب * عادل رشید صاحب جاوید مشیری صاحب * خمار دہلوی صاحب * حسن لکھیم پوری صاحب * شرف نانپاروی صاحب * نور ککرالوی صاحب * اسرار نسیمی صاحب * بلال راز صاحب * راغب ککرالوی صاحب * مختار تلہری صاحب * حسیب رونق صاحب * یوسف رانا صاحب * ڈاکٹر غضنفر اقبال صاحب * اظہار کریم صاحب * پرویز اختر صاحب * نسیم فائق صاحب * امجد علی سرور صاحب * عمر علی انور صاحب * عبدالجبار شارب صاحب * مسعود حساس (کویت) * افسر رضا (سعودی عرب) * صادق کرمانی (سعودی عرب) جمیل احمد جمیل (پاکستان) * ضیاء حسین (پاکستان) اکرم سحر فارانی (پاکستان) محترمہ زینت جمشید پوری صاحبہ * رحانہ شاہین صاحبہ * شمع چودھری (لندن) * ثمینہ نعیم میاں (پاکستان) * گل رعنا (نیو یارک) کا صمیم قلب سے مشکور و ممنون ہوں بالخصوص میری والدہ ماجدہ ہیں جن کی نیک خواہشات اور بھرپور دلی دعائیں اگر شامل حال نہ ہوتیں تو" چراغ تصوف" کا منظر عام پر آنا ممکن ہی نہیں تھا اللہ رب العزت میری والدہ کو صحت مند عمر طویل عطا فرمائے آمین ثم آمین

شاذ رمزی

اپنی بات

یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب میری کتاب" چراغ ادب" تکمیل کے مراحل سے گزر رہی تھی میں جانقاہ شرافتیہ (بریلی شریف) کے ایک گوشے میں بیٹھا ایک کہنہ مشقی شاعر کے فن اور شخصیت پر توصیفی نظم لکھ رہا تھا کہ اچانک سے حضور غازی میاں صاحب قبلہ کی تشریف آوری ہوئی اور انہوں نے انتہائی عاجزی و انکساری سے (جو انکی طبیعت کا خاص وصف ہے) مجھ سے وہ کاغذ طلب کیا اور پھر پڑھ کر مسکرا کر لوٹاتے ہوئے مخاطب ہوئے شاذ بھائی؟ اگر آپ اپنے اسلاف و اکابرین اور بزرگان دین پر انکی حیات پر اور انکے کارناموں کو اپنی تحریروں میں روشن کر دیں تو آنے والی نسلیں آپ کی ممنون رہیں گی اور یقیناً آپ کے اس گراں قدر سرمائے سے ہماری نئی نسل نہ صرف واقف ہوگی بلکہ فیضیاب بھی ہوگی اور ان کے لئے وہ کتاب مشعل راہ بھی ثابت ہوگی ان شاءاللہ حضرت کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ میرے دل پر اثر انداز ہو گیا اور میں نے بزرگان دین کی کتابوں کا بغور مطالعہ شروع کر دیا اور اللہ کے فضل و کرم ہے کہ اس کے نتیجے میں اور" چراغ تصوف" کی شکل میں یہ کتاب آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگان دین کے صدقے و طفیل میں مجھ احقر گناہ گار کے گناہوں کی بخشش فرما دے آمین آمین یا رب العالمین اس کتاب کے تعلق سے مجھے آپ کی قیمتی آراء کا انتظار رہے گا۔

احقر شاذ رمزی

حمد باری تعالیٰ

میرا وجود تجھ سے ہے تونے ہی دی جلا
خالق ہے تو کریم ہے تو ہی مرا خدا
حاکم ہے تو غلام ترا میں نفس نفس
تعریف تیری کرتا ہوں تیری ہی ہے عطا
تیری چمک ہے چاند میں سورج میں تو ہی تو
تو ہے بہار و باغ میں پھولوں میں تو بسا
حمد و ثنا چرند بھی کرتے ہیں رات دن
بادِ صبا میں اڑتے پرندے کریں دعا
تسبیح تیرے نام کی کیڑے بھی پڑھ رہے
تو ہی سمندروں میں کھلاتا انہیں غذا
پتھر کے درمیان بھی مخلوق تیری ہے
انّیس یہ پہاڑ بھی دیتے تجھے صدا
جنّ و بشر ہیں تیرے ترے ہی شجر حجر
انساں کو تونے سب سے ہی افضل بنا دیا
تیرا دیا ہی کھایا مہد سے لحد تلک
اوقات کس کی ہے جو کھلائے ترے سوا
کوثر ترا ہے تیری ہی جنت کمال ہے
محشر کرے گا تو ہی یہاں ایک دن بپا
رحمت تری بڑی ہے گناہوں کے سامنے
راضی رہے تو مجھ سے یہی شاذ کی دعا

نعت شریف

یارب تو میری آنکھ کو ایسی رسائی دے
دیکھوں جدھر میں گنبدِ خضریٰ دکھائی دے

نغمہ نبی کے نام کا میں قبر تک سنوں
کانوں کو میرے اور نہ کچھ بھی سنائی دے

میں نے سنا ہے ورد کا درما ہے ان کا در
بیمارِ دل کو اے خدا مدنی دوائی دے

عشق نبی میں اتنا تو ہو جاؤں غرق میں
شیطان مجھکو دیکھے تو اب کی دہائی دے

ذکر جہاں بھی میں کروں تو بات ان کی ہو
مولا مرے وجود کو وہ لب کشائی دے

دنیا کے ذرے ذرے پہ نعت نبی لکھوں
میرے قلم کو اے خدا وہ روشنائی دے

منظر نبی کے روضے کا آنکھوں میں قید ہو
پھر اس کے بعد شاذ نہ کچھ بھی دکھائی دے

چراغِ تصوّف

اولیاء اللہ کے ایسے شجر شاداب ہیں
خود فرشتے جن کے سائے کے لئے بیتاب ہیں

شاذ رمزی

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	21	حضرت رابعہ بصریؒ	107
امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ	28	حضرت بہلول داناؒ	111
امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ	32	حضرت شمس تبریزؒ	119
امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ	37	حضرت مجدّد الف ثانیؒ	127
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ	42	حضرت خواجہ غریب نوازؒ	134
حضرت عائشہ صدیقہؓ	49	حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ	143
حضرت فاطمہ الزہراؓ	55	حضرت فریدالدین اولیاءؒ	147
حضرت بلالؓ	61	حضرت علاؤالدین صابرؒ	153
حضرت اویس قرنیؒ	68	حضرت نظام الدین اولیاءؒ	162
حضرت امام حسنؓ	72	حضرت امیر خسروؒ	166
حضرت امام حسینؓ	78	حضرت چراغ دہلویؒ	170
دس محرم کا منظر نامہ	82	حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ	174
قاتلین اہلبیت کا انجام	89	حضرت شمس الدین شمس پانی پتی	177
انجام یزید	93	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاںؒ	1861
حضرت غوث اعظم دستگیرؒ	97	حضرت شاہ شرافت میں حضورؒ	186
حضرت جنید بغدادیؒ	103		

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبراؓ

میں نظم کروں کتنا انہیں اور لکھوں کیا
ہر ایک مسلمان کی -امّی ہیں خدیجہؓ
وہ شہر ہے مکّہ جہاں دنیا میں ہیں آئیں
مومن کے لئے چین و سکوں خوب ہیں لائیں
ہے نام خدیجہؓ تو لقب طاہرہؓ انکا
باطن بھی وہی ہے جو دکھا ظاہرہ انکا
والد ہیں خویلد تو ہیں ماں فاطمہ انکی
بچپن سے طہارت کا بڑا چرچا تھا انکی
مکّہ کے امیروں میں بڑا نام تھا انکا
بد حال غریبوں پہ رحم کام تھا انکا
شوہر تھے ابو ہالہ جو اس دور کے زاہد
پھر دوسرے شوہر بھی عتیق آئے ہیں شاہد
دونوں سے ہی بیوہ ہوئیں معصوم خدیجہؓ
قسمت میں تو لکّھا تھا مگر ساتھ نبی ﷺ کا
ماں باپ گئے چھوڑ کے شوہر بھی نہیں تھے
خوشحالی کے دنیا میں تو جوہر بھی نہیں تھے

پھر عزم کیا پختہ تجارت کو سنبھالا
خود رات کے سینے سے یوں سورج کو نکالا
کچھ لوگ تجارت میں جڑے آپؓ سے آکر
کرتے تھے تجارت سبھی باہر کہیں جا کر
اس دور میں شہرت تھی محمد ﷺ کی جہاں میں
صادق نہ کوئی دوسری ہستی تھی جہاں میں
بیچین خدیجہؓ تھیں محمد ﷺ سے ملوں گی
اب ساتھ محمد ﷺ کے تجارت میں کروں گی
پھر تو ابو طالب نے محمد ﷺ کو بلایا
تم جاکے خدیجہؓ سے ملو انکو بتایا
چاچا کی سنی بات خدیجہؓ کے گھر آئے
دیکھا جو خدیجہؓ نے تو ارمان بھر آئے
بولیں یہ خدیجہؓ کہ شرافت کے دھنی ہو
میں نے یہ سنا آپؐ سخاوت میں غنی ہو
اس دور جہالت میں اماں آپؐ بنو گے
کیا آپؐ مرے ساتھ تجارت بھی کرو گے
خواہش ہے مری آپؐ تجارت کو سنبھالو
میرا بھی منافع ہو رقم تم بھی کما لو

سرکارؐ خدیجہؓ کی ہر اک بات پہ خوش تھے
کردار پہ خوش تھے تو حسیں ذات پہ خوش تھے
چالیس برس عمر کو آئیں تھیں خدیجہؓ
پچیسواں یہ سال تھا سرکار نبیﷺ کا
دولت تھی بہت آپؓ امیرانِ عرب تھیں
پر نور تھا چہرہ تو حسیں آپؓ غضب تھیں
شادی کے لئے آپؓ سے خواہش تھی کئی کی
قسمت میں مگر آپ لکھیں میرے نبیﷺ کی
جب کر کے تجارت جو نبیﷺ شام سے آئے
رحمت کے سبھی سائے خدیجہؓ پہ تھے چھائے
پیغام یہ شادی کا محمدﷺ کے لئے تھا
مقبول محمدﷺ نے کیا آپؐ کا رشتہ
پھر مل کے عزیزوں نے بڑا عقد کیا تھا
شادی کا یہ خطبہ ابو طالب نے پڑھا تھا
پھر آپؓ خواتین میں پہلی ہیں مسلمان
اسلام چلا ان سے یہ اسلام کی ہیں جان
بے لوث محبت بھی مگر آپؓ سے کی تھی
اعلان نبوبت کی خبر آپؓ کو دی تھی

ہمدرد نبیﷺ کا بھی کوئی ایسا نہیں تھا
صادق ہیں نبیﷺ آپؓ کو یہ پورا یقیں تھا
جاتے تھے نبیﷺ روز ہی اک غار حرا میں
ہوتے تھے مراقب وہ یہاں یاد خدا میں
اک روز تو جبرِیلؑ امیں آ کے یہ بولے
*قرآن میں لایا ہوں پڑھو اپنی زباں سے
حیرت سے نبیﷺ بولے پڑھوں کیسے بتاؤ
لا عِلم ہوں تم پہلے مجھے عِلم سکھاؤ
جبرِئیلؑ نے سینے سے محمدﷺ کو لگا یا
ہر ایک سبق آپ کو پل بھر میں پڑھایا
گھر جا کے خدیجہؓ کو سبھی حال بتایا
جبرِیلؑ امیں آئے مجھے آ کے پڑھایا
اک خوف سا طاری ہے مجھے کپڑے اڑھاؤ
آرام کرونگا مرا بستر بھی لگاؤ
بولیں یہ خدیجہؓ نہ کوئی خوف کرو تم
رب ساتھ ہمارے ہے کسی سے نہ ڈرو تم
اک بھائی خدیجہؓ کے تھے ورقہ تھا بڑا نام
اِنجیل لکھا کرتے تھے اتنا تھا انہیں کام

بوڑھے تھے بہت ورقہ وہاں جاکے بٹھایا
جو حال تھا اپنا وہ انہیں کہہ کے سنایا
ورقہ نے عجب بات محمد ﷺ سے کہی ہے
موسیٰؑ پہ تھی مانوس وہی تم کو ملی ہے
اِنجیل میں یہ بات لکھی میں نے پڑھی ہے
نبیوںؑ کے نبی ﷺ تم ہو یہی تم پہ وحی ہے
اب شہر کے سب لوگ بڑا ظلم کریں گے
نا تمؐ سے ڈریں گے نا خدا سے یہ ڈریں گے
اک روز وطن چھوڑ کے تمؐ جاؤ گے اپنا
بس چند رفیقوں کو ہی تمؐ پاؤ گے اپنا
نبیوںؑ کی یہ دشمن رہی اقوام ہماری
آخر ہو نبی ﷺ تم بھی اب ہے باری تمہاری
جب پانچ نمازوں کا یہ تحفہ نہ ملا تھا
اس وقت خدیجہؓ نے نوافل کو پڑھا تھا
بس ایک نبی ﷺ ایک علیؓ اور خدیجہؓ
چھپ چھپ کے نمازوں کو گھروں میں ہی پڑھا تھا
ایسا نہیں ہے صرف نمازیں ہی پڑھی ہیں
اسلام کے آغاز میں ہر طور کھڑی ہیں

دنیا کے مظالم کا مداوا تھیں خدیجہؓ
شوہر کے لئے جیسے کہ سایہ تھیں خدیجہؓ
ایسا بھی پڑا وقت کہ پتّوں کو چبایا
شوہر کو نہ یہ بھولے سے احساس دلایا
چھوڑا ہے امیری کو فقیری میں سمائیں
شوہر سے کبھی آپؓ نے نظریں نہ چرائیں
اعلان نبویت پہ کوئی ساتھ نہ آیا
ہر حال خدیجہؓ نے مگر ساتھ نبھایا
جبرئیلؑ کریں پیش خدیجہؓ کو سلامی
اور آپؓ کریں اپنے ہی شوہرؐ کی غلامی
کتنے ہی غلاموں کو بھی آزاد کرایا
اسلام کی خاطر سبھی دولت کو لٹایا
کرتے تھے نبی ﷺ آپؓ سے بے باک محبت
رحلت سے ہوئی آپؓ کی پھر چاک محبت
پچیّس برس ساتھ میں آقا ﷺ کے رہی ہیں
اخلاق کے گلشن کی یہ معصوم کلی ہیں
بیٹے دو عطا آپؓ کو مولا نے کئے تھے
مرضی تھی مرے رب کی جو وہ کم ہی جیئے تھے
بیٹی بھی انہیں چار ملیں رب کی رضا سے
شکوہ نہ کیا کوئی کبھی اپنے خدا سے
زینب ہیں بڑی اور ہیں کلثوم رقیہ
پیاری ہیں بہت فاطمہؓ میں انکو لکھوں کیا

داماد ہیں عثمان غنیؓ اور علیؓ بھی
دونوں ہی بہادر ہیں غنی اور سخی بھی
پیارے ہیں حسنؓ اور حسینؓ ان کے نواسے
کمزور کی آواز ہیں مفلس کے سہارے
رمضان گیارہ میں ملیں جا کہ یہ رب سے
تدفین ہوئی آپؓ کی پھر خوب ادب سے
اس وقت جنازوں کی نمازیں بھی نہیں تھیں
سرکارؐ نے ہاتھوں سے خود ہی خاک نشیں کی
یہ سال ہے غم کا یہی کہتے تھے نبی ﷺ جی
زوجہ کا یہ صدمہ بھی تو سہتے تھے نبی ﷺ جی
کل عمر ہے پینسٹھ یہ جہاں چھوڑ گئی ہیں
دنیا کے سبھی رشتے یہاں توڑ گئی ہیں
جنت کا معلّیٰ ہے جہاں دفن ہوئی ہیں
کتنے ہی صحابہؓ کی یہاں قبریں بنی ﷺ ہیں
لکھا ہے وہی شاذؔ نے جو کچھ بھی پڑھا ہے
اک ماںؓ کے لئے بیٹے نے یہ تحفہ دیا ہے

☆☆☆

امیر المومنین حضرتِ ابوبکر صدیقؓ

لکھتا ہوں منقبت میں نبیؐ کے لئیق کی
روداد ہے جنابِ خلیفہ عتیقؓ کی
عثماں قحافہ سلمہ تھے مکّہ کی سر زمیں
انکو عطا خدا نے کیا دین کا امیں
عبد اللہ جسکا نام ابو بکرؓ کنّیت
صدیقؓ اور عتیق لقب ان کی معرفت
بچپن میں کعبہ جاتے تھے والد کے ساتھ میں
اپنی مثال آپ تھے یکتا تھے ذات میں
باطل خدا کے آگے جھکایا نہیں تھا سر
بس اس لئے تو آپ تھے بچپن سے معتبر
جب نوجواں ہوئے تو سخاوت کی راہ لی
اپنے نبیؐ کو دوست کہا اور پناہ لی
ہر طور مالدار تھے یہ اپنے شہر کے
سکّے چلا رہے تھے زمانے میں خیر کے
مہماں نوازی آپ کی مشہور ہو گئی
شہرت زمانے بھر میں بہت دور ہو گئی

انصاف اپنے آپ میں اپنی مثال تھا
رتبہ قسم خدا کی بہت ہی کمال تھا
ایسے خلیفہ آپؓ ہوئے ہیں حضورؐ کے
سائے کبھی نہ آپ نے دیکھے غرور کے
جب تھی شراب عام کہاں آپ نے پیا
ہر لمحہ زندگی کا خدا کے لئے جیا
مردوں میں سب سے پہلے مسلماں ہوئے ہیں آپ
ماں تھیں صحابیہؓ تو صحابیؓ ہوئے ہیں باپ
واحد خلیفہ آپؓ ہوئے ہیں جہان میں
دیدی ہیں چار پشت نبیؐ کی امان میں
ایسا نہیں کہ دین کو اپنے چھپا لیا
بے خوف ہو کے دین کا پرچم اٹھا لیا
ہر اک بشر سے بڑھ کے محبت نبیؐ سے تھی
وہ بدر کی تھی جنگ حفاظت نبیؐ کی کی
اپنا جسے کہا تھا وہی ان سے دور تھا
جنگِ اُحد میں ساتھ نا چھوڑا حضورؐ کا
کفّار نے حضورؐ کو نرغے میں لے لیا
صدیقؓ ہی وہ شخص تھے جو سامنا کیا
لمحے سبھی کو یاد ہیں وہ غارِ ثَور کے
قائل سبھی ہوئے وہاں صدیقؓ طور کے

کپڑوں کو اپنے پھاڑ کے چھیدوں میں بھر دیا
چھیدوں کو اپنے پیر سے بھی بند کر دیا
سرکارؐ انؓ کے زانو پہ سر رکھ کے سوئے تھے
جب سانپ نے ڈسا تھا تبھی آپ روئے تھے
کاٹا ہوا جو سانپ کا انؓ کو دکھا دیا
سرکارؐ نے لعابِ دہن کو لگا دیا
لاکھوں کا مال دے کے چھڑائے غلام تھے
ایمان تازہ کر دئے اپنے کلام سے
مسجد حرام میں جو خطاب آپ نے کیا
پہلا وہ خطبہ دین کا تھا آپ نے دیا
مشرک تمام ٹوٹ کے مسجد پہ گر پڑے
بے ہوش ہو گئے تھے مگر خوب تھے لڑے
جب ہوش میں ہوئے تو کہا میں نبیؐ کا ہوں
کھانا نہ کھاؤنگا جو نبیؐ کو نہ دیکھ لوں
لشکر نبیؐ کا بھیجا مدینے کے تھا قریب
خالق سے جا ملے جو ہیں خالق کے ہی حبیب
سب نے کہا کہ فوج کو واپس بلایئے
یہ غم نبیؐ کا ہے اسے مل کر منایئے
صدیقؓ بولے فوج بلائی نہ جائیں گی
ہر گز نبیؐ کی بات یہ ٹالی نہ جائیں گی

لشکر جہاد کر کے فتح یاب ہو گیا
سچا ہماری قوم کا یہ خواب ہو گیا
مرتد ہزاروں ہو گئے اسلام کے جناب
خیرات کو زکاۃ کو کہتے نہ تھے ثواب
کر کے جہاد دین کو آباد کر دیا
کاسہ ہمارے دین کا پل بھر میں بھر دیا
پہلے خلیفہ آپ مقرّر ہوئے جنابؓ
بعدِ رسولؐ دورِ خلافت کا تھا یہ باب
سردی بخار جیسا مرض آپ کو لگا
دو ہفتہ ہی علیل مزاج آپ کا رہا
ترسٹھ برس کی عمر میں رخصت یہ ہو گئے
دو سال دو مہینے خلیفہ ہیں یہ ہوئے
تا عمر جنکے ساتھ تھے انکے قریب ہیں
مدفون ہیں وہاں جہاں رب کے حبیب ہیں
کیسے کروں نہ شاذ حمایت جنابؓ کی
قرآن دے رہا ہے شہادت جنابؓ کی

☆☆☆

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

خدایا دے مجھے طاقت لِکھوں میں منقبت انکی
اطاعت آج بھی کرتے ہیں یہ جنّ و بشر جنکی
عرب میں عنتمہ خطّاب کا اونچا گھرانا تھا
خدا نے جب دیا بیٹا عمرؓ ہی نام رکّھا تھا
لقب ، فاروق اعظمؓ ہے شجاعت اسکی باندی ہے
ذہانت خُوب ہے اُس کی مگر غصّے کا عادی ہے
ہے ماموں بُوجہل اُنؓ کا مگر تکرار رہتی ہے
بذات خود شریعت ہیں شریعت خود یہ کہتی ہے
نسب انؓ کا وہی ہے جو نسب میرے نبیؐ کا ہے
بدن میں خُون ہے جِتنا سبھی بحرِ نبیؐ کا ہے
مکمل نوجواں تھے تو مشرّف ہو گئے فاروقؓ
سراپا دے دیا دِیں کو یہ دِیں میں کھو گئے فاروقؓ
نبوّت کا چَھٹا وہ سال تھا چالیس تھے مومن
نبیؐ نے یہ دعا کی تھی عمرؓ بھی اب بنے مومن
اُدھر کفار کہتے تھے مِٹا دو دِین جیسے ہو
اِدھر مشرک یہ کہتے تھے نبیؐ کا قتل کیسے ہو
بڑا مجمع یہ کہتا تھا مُحمّدؐ کیسے مرجائے

عمرؓ نے کہہ دیا میرے سِوا یہ کون کر پائے
اُٹھا تلوار جب نکلے نبیؐ کا قتل کرنے کو
کہا تیّار ہوجا تُو محمّدؐ آج مرنے کو
اچانک بیچ رستے میں نعیم انسے یہ کہہ بیٹھے
کہاں جاتے ہو غصّے میں سُنو خطّاب کے بیٹے
نبیؓ کو آج ماروں گا یا فتنہ توڑ دینگے وہ
مِرا ایمانِ کامل ہے کہ مذہب چھوڑ دینگے وہ
نعیم ان سے یہ پھر بولے بڑا انؐ کا قبیلہ ہے
خدا کے نیک بندے ہیں خدا انؐ کا وسیلہ ہے
عمرؓ بولے مسلماں ہو تو میں کب تم سے ہارونگا
نبیؐ کو بعد میں پہلے تمھیں میں آج مارونگا
یہ آنکھیں مت دِکھا مجھکو نہیں آؤں گا میں ڈر میں
ذرا تو دیکھ گھر اپنا مُسلماں ہیں ترے گھر میں
یہ سُنتے ہی عُمرؓ تلوار لے کر چل دئے گھر کو
غضب غصّے میں جاکر خوب پیٹا اپنے ہی در کو
سُنی آواز جو گھر میں تو ڈر کے چھپ گئے خطّاب
بتاؤ کون مسلم ہے یہاں کس نے یہ کھولا باب
کہا بہنوئی نے آکر ہمارا ہے نیا دَھارا
یہ سنتے ہی عمرؓ نے بے تحاشا خوب ہی مارا
بہن تھی فاطمہؓ آکر عمرؓ سے چیخ کر بولی
ہمیں اسلام سے باہر نہ اب کر پائے گا کوئی

عمرؓ بولے دِکھا دو کیا پڑھا تم نے مجھے واللہ
بہن بولی کرو تم غُسل پہلے پھر کتابُ اللہ
سیاہی مٹ گئ دل سے اچانک سب عداوت کی
قسم اللہ کی جب سُورۂ طٰحہ تلاوت کی
عمرؓ بولے محمّدؐ سے مِلوں گا آج مِلواؤ
نبیؐ وہ کیسا دکھتا ہے مجھے بھی آج دکھلاؤ
پہاڑی پر صفا کی جب نبیؐ ارقمؓ کے گھر پر تھے
عمر خطّابؓ کے ہم راہ ارقمؓ کے ہی در پر تھے
نبیؐ بولے عمرؓ سے ہے اِرادہ کیا بتا تیرا
عمرؓ بولے نبیؐ کا میں، نبیؐ اب ہو گیا میرا
پڑھا کلمہ عمرؓ نے اور بدل دی دِین کی تصویر
خوشی میں جھوم کر پھر تو لگایا نعرۂ تکبیر
وہیں پر مل گیا انؓ کو لقب فاروق اعظمؓ کا
سبھی کرنے لگے دل سے ادب فاروق اعظمؓ کا
لیا کعبے کو تابے میں نمازیں ہو گئیں قائم
کئ جنگ و جدل سے دین اپنا ہو گیا دائم
ہوا جب وقت ہجرت کا تو پہلے آپ ہی پہنچے
وہاں ماحول کو سمجھا سبھی حالات بھی دیکھے
اُحد کی جنگ میں حالات بدلے افرا تفری تھی
پھر ایسے حال میں بھی آپ نے آقا سے الفت کی
میرے بعد دنیا میں نبی کوئ اگر ہوتا

نبی بولے یقیں مانو تو بیشک وہ عمر ہوتا
نبی کا حکم ہے الفت عمر کی میری الفت ہے
محبت جو عمر سے ہے وہی میری محبت ہے
عمرؓ سے کل جہاں جنّ و بشر بھی خوف کھاتے ہیں
زمین و آسماں یہ بحر و بر بھی خوف کھاتے ہیں
عمرؓ کے پائے کا پایا نہ ہم نے کوئی بھی ایسا
عمرؓ ہوں جس جگہ سمجھو وہاں موجود حق ہوگا
نبیؐ نے کہہ دیا مجھکو سُکوں دیتا ہے یہ چہرا
مِری اُمّت کا یہ پہلا مُحدّث ہے عمرؓ میرا
کئی شہروں سے لائے ہیں عمرؓ مالِ غنیمت بھی
مگر خود کچھ نہیں رکّھا عیاں ہے یہ حقیقت بھی
کوئی اکّیس آیت ہیں عمرؓ کے جو عمل سے ہیں
کئی احکام ، قرآں کے عمرؓ کے ہی بدل سے ہیں
عمرؓ نے عورتوں کو باخدا جب پردہ کروایا
پھر اس کے بعد میں اللہ نے قرآں میں فرمایا
علالت میں وصیّت تھی یہی صدیقِ اکبرؓ کی
خلافت ہو عمرؓ کی ہے بقا اس میں ہی ہر گھر کی
خلیفہ بن کے راتوں میں عمرؓ گلیوں میں گھومے ہیں
مدینے والے خوشیوں سے یہاں دن رات جھومے ہیں
مصیبت آپ نے دیکھی تو خطبے میں پکارا ہے
سنو ، اے ساریہ سن لو پہاڑوں میں سہارا ہے

روایت کفر کی توڑی لکھا خط نیل کو تمؓ نے
اشاروں پر چلایا ہے سمندر ، جھیل کو تمؓ نے
دعا میں موت بھی مانگی عمرؓ نے تو شہادت کی
نمازِ فجر سے پہلے عمرؓ نے دِی شہادت بھی
خلافت آپؓ کی تھی دَس بَرس اور چھے مہینے کی
یہ گلیاں ہو گئیں سُنسان آقا کے مدینے کی
جو حامی تھے عمرؓ کے شاذ وہ دن رات رَوئے ہیں
نبیؐ کے ساتھ رہتے تھے نبیؐ کے ساتھ سوئے ہیں

☆☆☆

امیرالمؤمنین
سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ہر طور وفادار تھا جو میرے نبیؐ کا
کرتا ہوں بیاں شاذ میں عثمان غنیؓ کا
اخلاق میں دوجا نہ ملا روئے زمیں پر
تعریف ملک جسؓ کی کریں عرش بریں پر
مکّے میں بڑا نام وہ عفّان ہوا تھا
بیٹا جو دیا رب نے وہ عثمانؓ دیا تھا
بوبکرؓ کی دعوت پہ یہ ایمان تھے لائے
پھر سادہ مزاجی سے یہ ذہنوں پہ ہیں چھائے
پھر آگ بگولہ جو ہوا انکا قبیلہ
اللہ کو مانا تھا فقط ایک وسیلہ
پھر ظلم وستم توڑے ہیں رسّی سے بھی باندھا
مضبوط مگر آپؓ تو کر بیٹھے ارادہ
کھانا بھی کہاں انکو دیا بھوکا ہی رکّھا
تھک ہار کے اُن سب نے اِنہیں چھوڑ دیا تھا

وہ کوئی خلیفہؓ ہو نبیؐ ہو کہ سکندر
دو دو نہ کسی کو بھی ملیں بنت پیمبرؐ
اعزاز یہ قسمت میں نہیں اور کسی کی
ہیں عقد میں دو بیٹیاں جو ایک نبیؐ کی
اعلان نبوّت سے ہی دامادِ نبیؐ ہیں
بیوی جو رقیّہؓ انہیں قسمت سے ملی ہیں
جب قحط پڑا اور ہوئی جنگِ تبوکی
اس جنگ کی خاطر بھی تو دولت کی کمی تھی
یہ حکم نبیؐ کا تھا جمع مال کرو تم
دشمن کو کرو زیر عدو سے نہ ڈرو تم
جب ایک ہزار اونٹ لئے آ گئے عثماںؓ
دامن کو بھرا دے دیا دینار کا درماں
اس دن سے عجب شاخ یہ عثماںؓ کی بنی ہے
ہے نام تو عثمانؓ لقب انکا غنیؓ ہے
اس روز دعا آپ کو دی میرے نبیؐ نے
جنّت کو خریدا ہے ابھی میرے غنیؓ نے
تھیں بدر کی اس جنگ میں بیمار رقیّہؓ
بس اسلئے اس جنگ میں لے پائے نہ حصّہ
آقاؐ نے مگر آپ کو اس جنگ میں مانا
جو مالِ غنیمت ملا اسکو بھی تھا بانٹا

بیمار رقیّہ کی علالت میں ہوئیٔ موت
کچھ سال گزرنے پہ جو بیٹا تھا ہوا فوت
پھر عقد ہوا دوسری بیٹی سے نبیؐ کی
کلثومؓ بنیں آپ کی پھر دوسری بیوی
ذوالنورؓ سوا آپ کے کوئی بھی نہیں ہے
شاہد ہے فلک آپ کا شاہد یہ زمیں ہے
اک روز کنواں آپ نے پانی کا خریدا
جنت کو پھر اک بار غنیؓ نے تھا خریدا
ارشاد نبیؐ کا تھا کہ ہونگے یہ غنیؓ قتل
منہ دیکھتی رہ جائے گی دنیا یہ ترا عدل
الفت یہ نبیؐ کی تھی غنیؓ آپ کے حق میں
بیعت جو کریں خود ہی نبیؐ آپ کے حق میں
فاروقؓ علالت میں تھے تو سب کو بلایا
اک رائے شماری سے خلیفہ تھا بنایا
بیعت سبھی احباب نے کی خوب خوشی سے
شجرہ کبھی ملتا تھا غنیؓ کا بھی نبیؐ سے
بنتے ہی خلیفہ جو کیا خوب کرشمہ
طہران کو سابور کو افریقہ کو جیتا
دنیا کے کئ ملکوں میں کی اپنی قیادت
بھر پور ملا خوب ملا مالِ غنیمت

غدّار تھا مروان کہیں مصری گورنر
دونوں نے ہی غداری کے دکھلائے تھے جوہر
سازش تھی کہ اصحابِ نبیؐ قتل کرا دیں
سر پر یہ غنیؓ کے سبھی الزام لگا دیں
الزام لگا اور کیا انکو نظر بند
حسنینؓ حفاظت میں تھے با ہوش ہنر مند
احباب اجازت کے طلب گار ہوئے تھے
پھر آپ کہاں جنگ کو تیار ہوئے تھے
عثمان غنیؓ بولے لہو کیسے بہاؤں
اس دین کی خاطر بھلے قربان میں جاؤں
ارشاد نبیؐ کا ہے مری ہوگی شہادت
پھر خون بہا کر بھی تو ہو گی ہی شہادت
پھر خون مسلمان کا کیونکر میں بہاؤں
تقدیر شہادت ہے شہادت ہی میں پاؤں
بلوا جو بڑھا تیروں کی بوچھار ہوئی تھی
حامی جو غنیؓ کے تھے انہیں چوٹ لگی تھی
چھت کود کے غدار چلے آئے تھے گھر میں
قرآن غنی پڑھتے تھے بیٹھے ہوئے گھر میں
داڑھی کو پکڑ کھینچا تھا خنجر تھا جگر میں
بیوی تھیں فقط نائلہ تنہا وہاں گھر میں

حمّار نے اسود نے کیا وار غنیؓ پر
بے خوف گرے ٹوٹ کے خوں خوار غنیؓ پر
تھی عمر بیاسی کی چلے ملک عدم کو
اب یاد کریگا یہ جہاں انکے کرم کو
کل دورِ خلافت بھی رہا بارہ برس کا
مخلص تھا وہ عثمان غنیؓ نام تھا جسکا
اللہ ترے شاذ کی بس اتنی دعا ہے
مقبول ہو مولا جو یہاں میں نے لکھا ہے

☆☆☆

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

زندہ ہوں جب تلک ہے سخن میں علیؓ علیؓ
مرنے کے بعد لکھنا کفن میں علیؓ علیؓ
تعریف اسکی کیسے بھلا ہم بیاں کریں
جسکو بذاتِ خود نبیؐ شیرِ خدا کہیں
تلوار کا دھنی ہے شجاعت کمال ہے
ہے دامادِ مصطفیؐ ہے عبادت جمال ہے
سرکارؐ کے چچا تھے ابو طالب انکا نام
بیوی تھیں فاطمہؓ وہیں مکّہ میں تھے مدام
ہجرت سے پہلے مکّہ میں پیدا ہوئے علیؓ
ماں فاطمہ کی گود میں فربہ ہوئے علیؓ
خوشیوں کے سارے گیت قبیلے نے گائے تھے
دنیا میں آپ آئے تو کعبے میں آئے تھے
بچپن میں ہی نبیؐ نے انہیں گود لے لیا
ماں باپ نے خوشی سے علیؓ انکو دے دیا
قربت نبیؐ کی پائی ہے خصلت نبیؐ کی ہے
یوں منفرد جہان میں عزت علیؓ کی ہے

اسلام کے حقیقی نگہبان آپ ہیں
بچّوں میں سب سے پہلے مسلمان آپؓ ہیں
ماں فاطمہ ہیں آپ کی بیوی بھی فاطمہؓ
قسمت سے ملیں آپ کو دونوں ہی فاطمہؓ
بیٹی نبیؐ کی خوب ہی پیاری ہیں فاطمہؓ
مولا علیؓ کی دیکھیئے بیوی ہیں فاطمہؓ
دشمن جو حد سے بڑھ گئے میرے رسولؐ کے
اک ڈھال بن کے آ گئے شوہر بتول کے
ہجرت کا حکم جب ہوا میرے حضورؐ کو
آقا تو پڑھ رہے تھے علیؓ کے شعور کو
ارشاد یہ نبیؐ کا ہوا اے علیؓ سنو
تم آج رات میرے ہی بستر پہ سو رہو
جو بھی امانتیں ہیں انہیں سب میں بانٹ دو
بے خوف ہو کے بھائی مرے رات کاٹ دو
اے مرتضیٰؓ نہ خوف زمانے کا کھایئے
میں منتظر ہوں آپ مدینے میں آیئے
کچھ لوگ بولے رات علیؓ کیا لگا تھا ڈر
ضامن ہیں جب نبیؐ تو مجھے کیوں لگے گا ڈر
دو دو خلیفہ بھائی تھے جا کر مدینے میں
لیکن علیؓ سمائے نبیؐ کے نگینے میں

غزوا جہاد آپ کی شانِ عظیم ہے
راضی ہمیشہ آپ سے ربّ کریم ہے
جنگِ تبوک پر جو مسلمان چھا گئے
نائب مدینے کا انہیں آقا بنا گئے
عتبہ ولید نے جو چنوتی نبیؐ کو دی
اس جنگ بدر میں بھی شجاعت علیؓ کی تھی
مغرور تھا ولید شجاعت کے زعم میں
وہ تھا بہادری میں بڑا اپنی قوم میں
لمحے کی دیر تھی وہ زمیں میں سما گیا
جب ذوالفقارِ حیدریؓ کی زد میں آ گیا
جنگِ اُحد میں جب کے مسلمان گھر گئے
ایسا لگا کہ ظلم کے اب دن ہی پھر گئے
کفار نے حضورؐ کو نرغے میں لے لیا
آقا شہید ہو گئے اعلان کر دیا
اتنا سنا تو جنگ میں بھگدڑ سی مچ گئ
میدان چھوڑ بھاگ گئے جنگجو کئ
پھر مرتضیٰؓ نے تنہا ہی لڑنا کیا قبول
بولے وہاں میں جاؤں جہاں پر گئے رسولؐ
شدّت سے جب چلی وہاں تلوار حیدریؓ
کفار کے دلوں پہ تو دہشت سی چھا گئ

اتنے میں دیکھا آپ نے زندہ حضورؐ ہیں
بولے غلام میں ہوں تو آقا حضورؐ ہیں
جبریل نے بھی آکے شجاعت کی داد دی
ایسا جری جہان میں دیکھا نہیں کبھی
پھر تو نبیؐ نے دے دیا با قائدہ پیام
میں ہوں علی سے اور علیؓ مجھ سے ہے مُدام
خوش ہو کے کہہ رہے تھے یقیناً یہ مصطفیٰؐ
خندق کی جنگ میں بھی دکھی ذات مرتضیٰؓ
بھاری تھا ایک عمرو ہزاروں سوار پر
میدان میں بلایا علیؓ کو پکار کر
کہنے لگا علیؓ سے بھتیجے ہو تم مِرے
پچھتاؤں گا قسم سے تمہیں آج مار کے
مولا علیؓ یہ بولے اتاروں گا تیرا سر
ہوگی خوشی عجیب سی اب تجھکو مار کر
عمرو یہ سن کے آگ بگولہ تھا سر بسر
مولا علیؓ نے بڑھ کے اتارا اسی کا سر
خیبر کا جھنڈا سب کو عنایت کئے نبیؐ
بو بکرؓ یا عمرؓ نہیں فاتح ہوئے علیؓ
خیبر کا جھنڈا آپ نے لے تو لیا مگر
تکلیف آنکھ میں تھی بڑی ہی شدید تر

آقاؐ نے جب لعابِ دہن آنکھ میں دیا
فوراً مرض کو دور خدا نے وہیں کیا
مرحب یہ بولا چیخ کر میں تو ہوں اک عذاب
بولے علیؓ مجھے بھی تو کہتے ہیں بو تراب
دروازہ خیبری تھا علیؓ نے اٹھا لیا
دورانِ جنگ ڈھال ہی اسکو بنا لیا
تلوار سر کو کاٹ کے گردن پہ آ گئ
مولا علیؓ کے ہاتھ میں یہ فتح آ گئ
دروازہ اپنے ہاتھ سے پھینکا علیؓ نے جب
چالیس فوجی مل کے اٹھا پائے تھے نہ سب
آقاؐ نے جو کہا اسے کیسے بھلائے گا
مومن علیؓ سے بغض کبھی کر نہ پائے گا
فرمان یہ نبیؐ کا ہے ٹالا نہ جائے گا
الفت علیؓ سے کیسے منافق نبھائے گا
ایمان جسکو کہئے امانت علیؓ کی ہے
معلوم یہ ہوا کہ ضمانت علیؓ کی ہے
قربت نبیؐ سے دیکھئے ایسی علیؓ کی ہے
توہین جو علیؓ کی وہ سمجھو نبیؐ کی ہے
سچ ہے غدیرِ خُم میں نبیؐ ہم سے کہہ گئے
مولا کہے جو مجھکو وہ مولا علیؓ کہے

بیشک یہ شہرِ علم تو میرے حضورؐ ہیں
دروازہ علم و فن کا علیؓ بھی ضرور ہیں
فرمان یہ میرا نہیں ہے مصطفیٰؐ کا ہے
دشمن علیؓ کا جو ہوا دشمن خدا کا ہے
مفتی جہاں میں دوسرا ایسا ہوا نہ ہو
قانونِ مصطفیٰؐ سبھی ازبر ہیں آپ کو
لمحوں میں فیصلے بھی سنائے ہیں آپ نے
منکر کو دن میں تارے دکھائے ہیں آپ نے
اللہ کے رسولؐ کا سینے پہ ہاتھ ہے
واحد جہاں میں ایسی علیؓ کی ہی ذات ہے
نہرِ فرات بھی ہے غلامی میں آپ کی
پانی بھی گھٹ گیا جو صدا آپ کی سنی
صفّین کی جو جنگ میں پتھر ہٹا دیا
صحرا میں میٹھا آپ نے چشمہ بہا دیا
جنگِ جمل میں بدلہ بھی عثمانؓ کا لیا
پیغام رب کا آپ نے ہر ایک کو دیا
اک جنگ خارجیوں سے مولا علیؓ نے کی
بیعت کسی نے کی تو کسی کو سزا ملی
عثماں غنیؓ کے بعد خلافت علیؓ کی تھی
بیعت سبھی نے آپ سے کی تھی خوشی خوشی

روزہ وہ ستّرا تھا نبیؐ دیکھے خواب میں
بولے علیؓ حضور پھنسا ہوں عتاب میں
اللہ کے رسولؐ نے پھر آپ سے کہا
کر دیجئے جنابِ علیؓ آپ ہی دعا
حضرت حسنؓ سے خواب بیاں آپ نے کیا
پھر تو نمازِ فجر کو نکلے تھے مرتضیٰؓ
ملجم کا بیٹا خود لئے شمشیر آ گیا
پھر مرتضیٰؓ پہ اسنے عجب وار کر دیا
تلوار سر کو پھاڑ کے بھیجے میں آ گئی
کامیاب ہوں یہی کہتے رہے علیؓ
انّیسواں وہ روزہ تھا رخصت ہوئے علیؓ
اتوار کی وہ شب تھی خدا سے ملے علیؓ
کل چار سال آٹھ مہینے خلیفہ تھے
ترسٹھ برس کی عمر میں خالق سے جا ملے
تدفین کر کے آپ کے بیٹے نے یہ کیا
قاتل کا سر حسنؓ نے ہی جاکر اڑا دیا
یا رب علیؓ کا صدقہ ہی تو دیدے شاذ کو
جو نیک ہو دعا مری فوراً قبول ہو

☆☆☆

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ہمیشہ سوچتا ہوں میں ہر اک لمحہ یہی دن رات
کروں نا شاذ میں کیوں کر جنابِ عائشہ کی بات
ابو بکر اس زمانے میں بڑی مقبول ہستی تھی
شریکِ زندگی رومان انکے دل میں بستی تھی
خدا کے حکم سے پھر انکے گھر ننھی پری آئی
اچانک انکے گھر میں جیسے خوشیوں کی گھٹا چھائی
بہت خوش ہو کے سب نے نامِ نامی عائشہ رکّھا
لقب صدیقہ انکا سوچکر کر ہی با خدا رکّھا
لڑکپن میں بہت گڑیوں سے کھیلی عائشہ بی بی
وہیں شاخوں پہ پیڑوں کی بہت یہ جھولا ہے جھولی
ذہانت میں مثالِ عائشہ کوئی نہیں دیکھا
حدیثوں کا ذخیرہ اور نا ایسا کہیں دیکھا
یہ بولے خواب میں آکر رسول اللہ سے جبرئیل
یہ لپٹی ریشمی کپڑے میں دیکھو عائشہ تمثیل
یہ بیوی آپ کی ہے بس یہی ہے حکمِ ربّانی
سکوں اس سے ملے گا اور ملے گی خوب شادانی

نبی نے دے دیا پیغام پھر تو آپ کے گھر میں
خوشی کی اک لہر دوڑی تھی بیشک باپ کے گھر میں
یہ بیوی بن گئیں پھر تو مرے آقا محمد کی
بڑا ہی فخر تھا انکو یہ ہیں زوجہ محمد کی
شروعاتی جو تھی تعلیم اپنے باپ سے پائی
مگر جو اصل تھی تعلیم بیشک آپ سے پائی
ہوئ مکہ سے جب ہجرت مدینہ آ گئے سرکار
یہیں رخصت کے خواہاں آپ سے بیشک ہوئے سرکار
ہوئ رخصت جو آقا کی منور پھر مدینہ تھا
بہت ہی خوب رو شوّال کا پیارا مہینہ تھا
نبی کے ساتھ میں نو سال گزرے ہیں محبت سے
نہیں تھا ایک بھی دن کوئ کم انکا عبادت سے
لگی تہمت زمانے کی تمہارے پاک دامن پر
غموں کا ایک بادل تھا تمہارے دل کے آنگن پر
وحی نازل ہوئ رب کی خدا نے پاک بتلایا
جو حاسد تھے انہیں اللہ نے انجام دکھلایا
وہ حجرہ عائشہ کا تھا نبی نے جب کیا پردہ
ہر اک صدمے سے بڑھ کر تھا یقیناً آپ کا صدمہ

اٹھارہ سال کی اس عمر میں ہی ہو گئیں بیوہ
زمانے کے ہر اک غم سے بڑا غم آپ نے پایا
خلافت چھ خلیفہ کی نظر سے آپ نے دیکھی
نہیں ملتی ہے دنیا میں صداقت آپ کے جیسی
وہ حجرہ عائشہ کا ہے نبی آرام کرتے ہیں
عمر صدیق بھی دونوں وہیں پر جا کے سوئے ہیں
کوئی مفتی نہیں ایسا جو سبقت آپ پر رکّھے
مثالی ہیں سبھی فتوے جو فتوے آپ نے لکّھے
خلیفہ وقت کے تھے جو مدد وہ آپ کی لیتے
ذہانت آپ کی دیکھی تو عزت آپ کو دیتے
غضب کی عالمہ کاری غضب شعر و سخن انکا
مقرر بھی غضب کی ہیں خطابت میں ہے فن انکا
بہت شاگرد ہیں ان کے حدیثیں جن کو لکھوائیں
روایت آپ نے مذہب کی سب کو روز سکھلائیں
کئی پیوند کے کپڑے کئے ہیں زیبِ تن اکثر
سخاوت کا مگر مہکا ہی دیکھا ہے چمن اکثر
سلامِ عائشہ جبریل کو کہتے ہوئے دیکھا
یوں ام المومنیں کا آسمانوں پر بھی تھا چرچا

حدیثیں آپ سے بڑھ کر کہاں منقول ہیں کس کی
خلیفہ بھی حمایت کر چکے ہیں با خدا جسکی
وہ فرضی ہوں کہ نفلی ہوں مسلسل روزے رکھتی تھیں
بہت کم کھانا کھاتی تھیں سمجھ لیجے کہ چکھتی تھیں
زیادہ وقت گزرا آپ کا اپنے مصلے پر
دعائیں مانگتی تھیں آپ اپنے رب سے رو رو کر
نمازِ چاشت کی پابندیاں تھیں آپ کی فطرت
عبادت اور عبادت ہی رہی ہے آپ کی حسرت
نبی کے بعد میں بھی عمر سینتالس کی پائی ہے
فنون و علم کی اپنی الگ ہستی بنائی ہے
چھیاسٹھ سال کی ہے عمر جو اللہ نے بخشی ہے
سخاوت اور محبت آپ کے سینے میں بستی ہے
علالت میں ندامت تھی خدا کے روبرو ایسی
پناہیں مانگتی تھیں یہ خدا سے گفتگو جیسی
علالت میں غلاموں کو غلامی سے کیا آزاد
خدا کی یاد سے انکی زباں تھی ہر گھڑی آباد
کوئی تعریف کر دے تو انہیں اچھا نہیں لگتا
گناہوں سے گھری ہوں اس طرح سے خود کو ہی سمجھا

خدا شاہد تیمّم کی سہولت مل گئی ہم کو
بدولت آپ کی دیکھو یہ دولت مل گئی ہم کو
براءت آپ کی دیکھو ہر اک مسجد میں ہوتی ہے
اِفک والے ہر اک منکر کی اب تقدیر روتی ہے
مجھے بھی دفن کر دینا جہاں ہیں آپ کی ازواج
یہی خواہش مری ہے اور وصیت ہے یہ میری آج
جنازے پر مرے ہرگز نہ ڈالو لال تم چادر
سجانا اس طرح آئے نظر نا بال اِک باہر
وہ دن منگل کا تھا رمضان کا ماہِ مبارک تھا
نبی کی لاڈلی بیوی نے جب دنیا کو تھا چھوڑا
عجب ہنگامہ برپا تھا عجب سی افرا تفری تھی
گلی بھر بھر کے چلتی تھیں وہاں شہرِ مدینہ کی
ہوئیں پرنم وہی آنکھیں کہ جس جس کی وہ امّی تھیں
عجب ماتم سا چھایا تھا بہت پیاری وہ امّی تھیں
جنازہ رات میں نکلا تھا جب شہرِ مدینہ میں
ہوا جم غفیر اس دن عجب شہرِ مدینہ میں
لگایا قبر کے چاروں طرف اک پردہ کپڑے کا
یہ لازم تھا سبھی رکھّیں وہاں پر پاس پردے کا

وہ بدھ کی رات تھی جب قبر میں تشریف لائی ہیں
خدا شاہد ہے امی آج بھی دل میں سمائی ہیں
بڑی آہ و فغاں تھی آپ کے دنیا سے جانے پر
بڑا ماحول یہ غمگین تھا سارے زمانے پر
بھتیجے اک طرف سے اک طرف سے بھانجے آئے
بڑی حرمت سے مل کر آپ کو وہ قبر میں لائے
یقیناً ہو گئی جنت بھی واجب عائشہ تم پر
کبھی بھولے نہ بھولیں گے بڑا احسان ہے ہم پر
لکھا جو شاذ رمزی نے وہ سب مقبول ہو جائے
توصل سے تمہارے خار بھی اب پھول ہو جائے

☆☆☆

سردارِ خاتونِ جنّت حضرتِ فاطمۃ الزّہراؓ

پہلے زباں کو پاک کروں میں درود سے
پھر تذکرہ کروں گا میں اپنی حدود سے
یہ شانِ با کمال ہیں اپنی مثال ہیں
یہ آسمانِ دین کا بیشک ہلال ہیں
پاکیزگی میں حور سی بنتِ رسول ہے
اسکا سراپا با خدا رب کا نزول ہے
زہرہ لقب ہے فاطمہؓ نامِ گرامی ہے
یہ ہے نبیؐ کی لاڈلی رب کی دلاری ہے
تعمیرِ کعبہ جب ہوا دنیا میں آئی ہے
رحمت کی بدلی بن کے زمانے پہ چھائی ہے
ماں ہیں خدیجہؓ باپ محمدؐ حضور ہیں
میرا یقیں ہے آپ سراپا ہی نور ہیں
بیٹی نبیؐ کی چارؓ ہیں چھوٹی ہیں فاطمہؓ
پیارے نبیؐ کی لاڈلی بیٹی ہیں فاطمہؓ
دستور کے حساب سے آتی تھیں دائیاں
بچوں کو اپنا دودھ پلاتی تھیں دائیاں
بی بی خدیجہؓ نے انہیں تنہا نہیں کیا
یعنی کسی بھی دائی کے ہاتھوں نہیں دیا

یوں فاطمہؓ نے صرف پیا ماں کا دودھ ہے
اس زاویہ سے آپ کا اعلیٰ وجود ہے
بچپن سے ہیں ذہین ذہانت کمال ہے
صورت غضب کی آپ کی سیرت مثال ہے
تنہائیوں کا شوق شرارت سے دور ہیں
حقّانیت لہو میں ہے اس میں ہی چور ہیں
تعلیم فاطمہؓ نے جو پائی وہ ماں سے ہے
رتبہ بلند آپ کا سارے جہاں سے ہے
بچپن میں ہی قضا نے کیا ماں سے دور تھا
سایہ تھا سر پہ آپ کے بابا حضورؐ کا
بیٹی جواں ہوئی تو رسولِ کریمؐ کو
شادی کی فکر ہو گئی رب کے ندیم کو
پیغام اپنی شادی کا صدیقؓ نے دیا
لیکن نبی کریم نے کچھ بھی نہیں کہا
رشتہ رساں کئی تھے مگر ایک تھے عمرؓ
لیکن نبیؐ نے کر دیا انکو بھی در گزر
اک دن نبیؐ نے غور سے دیکھا علیؓ کو جب
ایسا لگا کہ فکر ہوئی اب تو ختم جب
رشتہ نبیؐ نے طے کیا مولا علیؓ کے ساتھ
تھی منفرد جہان میں مولا علیؓ کی ذات

ہے ساتویں فلک پہ جو کعبہ فرشتوں کا
جمگھٹ وہاں پہ روز ہے لگتا فرشتوں کا
ستّر ہزار روز فرشتوں کی حاضری
بیت المعمور جس کو کہا ہے خدا نے بھی
اس کعبے میں نکاح پڑھایا گیا تھا یہ
پاکیزہ کس قدر ہیں بتایا گیا تھا یہ
دنیا میں بھی نکاح نبیؐ نے پڑھایا تھا
پھر فاطمہؓ کا ہاتھ علیؓ کو تھمایا تھا
کچھ اس طرح جہیز نبیؐ نے دیا انہیں
وہ کام میں ہمیشہ ہی لاتی رہیں جنہیں
دو چادریں رضائی تو گدّے بھی دو ہی تھے
تکیہ پیالہ چکّی تو کملی بھی دے دیئے
اک مشک تھی تو ایک تھا مشکیزہ ساتھ میں
چاندی کے بازو بند بھی پہنے تھے ہاتھ میں
اک چار پائی بان کی مٹّی کا تھا گھڑا
پورا ہوا جہیز مصلّی بھی دے دیا
مثقال چار سَو کا تھا حق مَہرِ فاطمہؓ
اسکو ادا علیؓ نے کیا بیچ کر ذرہ
اب تک نبیؐ کے گھر میں علیؓ کا قیام تھا
حارث نے اک مکان پھر دونوں کو دے دیا

شادی کے بعد فاطمہؓ کا اب نیا تھا گھر
خوشبو سے آپ کی سبھی مہکا ہوا تھا گھر
جب صبح فاطمہؓ کے یہاں آئے تھے نبیؐ
داخل ہوئے جو گھر میں اجازت بھی مانگ لی
پانی طلب کیا تھا وہیں گھر میں بیٹھ کر
پانی میں اپنے ہاتھ کئے خوب تر بتر
پانی علیؓ کے بازو و سینے پہ چھڑکا تھا
کچھ پانی فاطمہؓ کے بھی اوپر چھڑک دیا
بولے نبیؐ ۔ علیؓ ہیں زمانے میں خوب تر
بیٹی ترا نکاح کیا میں نے سوچ کر
شہزادئی رسولؐ ہیں سادہ ہے زندگی
ہر حال اپنے رب کی یہ کرتی ہیں بندگی
شاہوں کے شاہ آپ کے بابا حضورؐ ہیں
سب کام گھر کے کرتی ہیں جو بھی ضرور ہیں
نازک سے اپنے ہاتھ سے چکّی چلاتی ہیں
پانی کی مشک آپ ہی خود بھر کے لاتی ہیں
نازک ترین ہاتھوں میں چھالے بھی پڑ گئے
انکے بدن میں سوچئے گٹھے بھی پڑ گئے
چھالے پڑے ہیں ہاتھوں میں اے بابا دیکھئے
کوئی کنیز اب تو مجھے آپ دیجئے

اللہ کے رسولؐ نے بیٹی سے یہ کہا
تم سے زیادہ اور ہیں مجبور با خدا
میرے بدن کا گوشت ہے یہ فاطمہؓ مری
کتنی عظیم ذات ہے یہ فاطمہؓ مری
جو غم ہے فاطمہؓ کا اسے میرا غم کہو
اور میرا غم خدا کا ہے اللہ سے ڈرو
مریم تھیں جس طرح کبھی اپنے زمانے میں
سردار فاطمہؓ بنی اپنے زمانے میں
تا حشر عورتوں پہ حکومت ہے آپ کی
بیٹی کے حق میں آج دعا ہے یہ باپ کی
گزرے گا پل صراط سے نورانی قافلہ
ستّر ہزار حوروں میں ہونگیں یہ فاطمہ
دنیا کی عورتوں کی غلاظت سے دور ہیں
عورت ہیں دیکھنے میں مگر مثلِ حور ہیں
ہر ماہ انکو حیض سے رکّھا ہے رب نے پاک
بچے ہوئے نفاس سے پایا ہے سب نے پاک
یعنی کسی بھی حال نمازیں قضا نہیں
دنیا میں ایسی اور کوئی با حیا نہیں
اللہ کے رسولؐ جو بیحد علیل تھے
کچھ روز زندگی کے جہاں میں قلیل تھے

بابا جہاں میں چین بھلا کیسے پاؤں گی
میں سب سے پہلے آپ سے ملنے کو آؤں گی
بابا کے غم کو آپ نے دل سے لگا لیا
بابا کے بعد آپ نے ہنسنا بھلا دیا
بس چھ مہینے بعد ہی بابا سے جا ملیں
تحفہ ہمارے واسطے الفت کا دے گئیں
پہلے کیا تھا غسل وصیت علیؓ کو کی
مرنے کے بعد مجھکو نہ نہلائے کوئی بھی
میرا جنازہ رات میں اٹھوایا جائیگا
پردے کے ساتھ ہی مجھے دفنایا جائیگا
پھر جنّتُ البقیع میں مدفون ہو گئیں
آرام مل گیا ہے وہیں جا کے سو گئیں
بیٹے تھے تین آپ کے بیٹی بھی تین تھیں
سچ پوچھئے تو فاطمہؓ خود میں ہی دین تھیں
زہرہ کا صدقہ چاہئے شاعر غریب کو
جو کچھ لکھا ہے شاذ نے مولا قبول ہو

☆☆☆

٭حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ٭

تعریف کیا کروں میں حسین خوش خصال کی
روداد لکھ رہا ہوں میں حضرت بلال کی
والد رباح والدہ حبشی زمین کے
حضرت بلال تھے یہاں مکی زمین کے
ماں تھیں کنیز اور غلامی میں باپ تھے
آخر امیہ بن کی غلامی میں آپ تھے
یہ دور کفر کا تھا اندھرا تھا چار سو
ظلم و ستم کا ذور تھا ہر لمحہ کو بہ کو
بکری چرانا آپ کا ہر دن ہی کام تھا
آخر امیہ بن کو دلارا غلام تھا
بکری چراتے آپ جو غار حرا گئے
دیکھا وہاں جو آپ نے پیارے نبی ملے
نام نبی سنا تھا کئی بار آپ نے
اب روبہ رو کیا ہے یہ دیدار آپ نے
دیکھا جو مصطفیٰ نے تو شفقت لٹائی ہے

یہ میرا جاں نثار بشارت سنائی ہے
پھر تو نبی نے پیار سے انکو بلا لیا
الفت جتائی ساتھ میں اپنے بٹھا لیا
بتلاؤ میرا دین ہے کیسا بلال جی
بولے بلال میں ہوں غلامی میں آپ کی
عشق رسول آپ کے دل میں سما گیا
پھر تو نبی کے ہاتھ کا اک بوسہ لے لیا
اب تو احد احد کا زباں پر یہ ورد تھا
منکر کا جیسے دیکھئے چہرہ ہی زرد تھا
آخر امیہ بن کو خبر اسکی لگ گئی
اسنے نبھائی آپ سے بے خوف دشمنی
تکلیف اس جہان میں باقی تھی کون سی
وہ کون سی سزا ہے جو نہ آپ کو ملی
کہتا امیہ بن کہ نبی کا نہ نام لے
ورنہ سزائیں مجھسے تو میرے غلام لے
گرمی حرا کی آج بھی مشہور ہے بہت
لیکن دل بلال تو پر نور ہے بہت
تانبے کی طرح تپتی زمیں پر لٹا دیا
یا جانور کی خال کے اندر دبا دیا

دہکی ہوئی تھی آگ پہ انکو لٹا دیا
ہنس ہنس کے ظالموں نے بدن کو جلا دیا
پھر بوجہل نے ظلم کے توڑے پہاڑ ہیں
پھر بھی احد احد تھا صدائے بلال میں
ڈالیں گلے میں رسیاں کھینچتا ہے زور سے
اسلام چل رہا تھا جو پہلے ہی دور سے
تبلیغ چھپ کے کرتے تھے آقائے دو جہاں
مومن تھا ایسے دور میں بے امن بے اماں
آخر نبی کے پاس خبر انکی آ گئی
ظلم و ستم میں ڈوبا ہے وہ ایک امتی
پھر تو مرے نبی نے ابو بکر سے کہا
صدیق آپ دیکھئے کیا ہے یہ ماجرا
پھر حکم سے نبی کے جو صدیق آئے ہیں
کیا ظالموں نے ظلم کے منظر دکھائے ہیں
گھبرا کے ابوبکر نے دشمن سے یہ کہا
تم کو نہیں رہا ہے کیا خوف خدا ذرا
کفار نے کہا جو اگر اس سے پیار ہے
اسکو خریدو آپ کا دل بیقرار ہے
بدلے میں اک غلام دیا اور مال بھی

کفر و جہل کا آپ نے کاٹا ہے جال بھی
فوراً خرید کر انہیں آزاد کر دیا
منصوبہ دشمنوں کا بھی برباد کر دیا
فوراً نبی کے قدموں میں آئے بلال ہیں
اب آپ کے صحابہ میں یہ بےمثال ہیں
رنگت ہے انکی کالی چھرہرا بدن لئے
گھنگھرالے انکے بال ہیں لمبا بدن لئے
ایمان لانے والوں میں نمبر ہے ساتواں
شاہد ہوئی زمین تو شاہد ہے آسماں
اپنے خلوص سے یہ دلوں میں سمائے ہیں
ہجرت کے وقت ساتھ مدینے میں آئے ہیں
انصاریوں کے بھائی مہاجر سبھی بنے
حضرت رویحہ آپ کے بھائی تبھی بنے
اک سال بعد ہی تو نمازیں بھی عام تھیں
فضل نبی کی شہرتیں ہر ایک گام تھیں
پھر یہ سوال تھا کہ ہو دعوت نماز کی
یہ کون سا عمل کہ ہو عادت نماز کی
کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ آتش جلایئے
کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ پرچم اٹھایئے

کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ گھر سے بلایئے
کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ ڈھپ کو بجایئے
بن زید بولے یا نبی کچھ عرض میں کروں
جو خواب میں نے دیکھا ہے وہ آپ سے کہوں
مجھکو اذاں کسی نے سکھائی ہے خواب میں
حامی نبی نے بھر لی ہے انکے جواب میں
پوری اذاں نبی نے سنی ہے جو غور سے
پوری اذاں درست ہے ہر ایک طور سے
اک دم نظر پڑی ہے نبی کی بلال پر
پھر تو اذان پہنچی ہے اپنے کمال پر
دنیا میں دیکھو پہلے مؤذن بلال ہیں
سچ پوچھیئے تو آپ اذاں کے ہلال ہیں
اب مسجد نبی کے مؤذن بھی آپ ہیں
حقانیت کے نور کا درپن بھی آپ ہیں
بعد نماز آپ کی عادت سی بن گئی
بس خدمت حضور میں رہتے تھے ہر گھڑی
ویسے صحابی اور بھی کتنے نبی کے ہیں
اصحاب با صفہ میں تو چرچے انہی کے ہیں
انکی اذاں کی گونج مدینے میں چھا گئی

جیسے اذان آپ ہی معراج پا گئی
سرکار کے وصال نے توڑا بلال کو
جیسے کہ آسماں نے ہی چھوڑا ہلال کو
حضرت بلال نے کہا ہرگز اذاں نہ دوں
کیوں کر کسی کی بات میں اب کس لئے سنوں
ہے یاد اب بھی فتح وہ بیت المقدسی
حضرت بلال نے جو مہارت کی جنگ کی
کردار جنگ غزوہ میں بیحد کمال تھا
مارا امیہ بن کو یہ وہ ہی بلال تھا
دل اٹھ گیا مدینے سے پہنچے ہیں شام میں
مصروف تھے یہاں بھی عبادت کے کام میں
اک بار دیکھا خواب میں آقا نے یہ کہا
پیارے بلال تم نے کیا ہم کو بھلا دیا
جب آنکھ کھل گئی تو تڑپتے رہے بلال
گھر سے نکل کے پہلے مدینہ گئے بلال
روضے کو دیکھا دیکھ کے روتے رہے بلال
اشکوں سے کرتا بھیگا تو ہو کر گرے نڈھال
دیکھا حسن حسین کو لپٹا کے روئے ہیں
منظر پرانے یاد ہیں ان میں ہی کھوئے ہیں

حسنین بولے آج اذاں آپ دیجئے
ہر گز کسی بھی طور نا انکار کیجئے
شہزادۂ رسول کی باتوں کو مان کر
پھر تو اذان دی ہے جو کعبے پہ آن کر
اک شور مچ گیا تھا مدینے میں چار سو
چیخ و پکار مچ گئی ایسی تھی ہاؤ ہو
ایسا لگا نبی کا زمانہ ہی آ گیا
حیران تھے نبی کا دیوانہ ہی آ گیا
واپس دمشق میں گئے اپنے مکان پر
جیسے اداس پنچھی ہو اپنی اڑان پر
تاریخ بیس تھی وہ محرم کا ماہ تھا
دراصل پوچھئے تو وہی دن سیاہ تھا
ترسٹھ برس کی عمر خدا سے ملی انہیں
تا حشر یاد رکھے گا سارا جہاں جنہیں
دو دو مزار آپ کے دیکھے ہیں دہر میں
باب صغیر میں ہے تو اردن کے بدر میں
یا رب تو اپنے شاذ کو ایسا کمال دے
لکھتا رہوں میں روز ہی قصے بلال کے

☆☆☆

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

یہی سمندر یہی کنارا اویس قرنی اویس قرنی
یہ ہے تصوف کا بہتا دھارا اویس قرنی اویس قرنی
وطن یمن ہے مراد انکا قبیلہ ٹھہرا قرن زمیں پر
وہاں تھے عامر دیا تھا جن کو خدا نے بیٹا ابھی یہیں پر
پڑھایا انکو لکھایا انکو تھا نام انکا اویس قرنی
یتیم بچپن میں ہو گئے تھے بس ایک بیمار ماں تھی انکی
تھی غایبانہ انہیں محبت حضور سرکار دو جہاں سے
عجب تھی فطرت دکھائی دیتے ہمیشہ ہر دم یہ بد گماں سے
تھیں سرخ آنکھیں تو رنگ کالا مگر یہ چہرہ جھکا ہوا تھا
نگاہیں نیچی مقام سجدہ غریب جیسے کھڑا ہوا تھا
ازار پہنا لپیٹی چادر بدن پہ انکے تھے دو ہی کپڑے
جو روکھا سوکھا ملا ہے انکو وہی ذرا سا یہ کھانا کھاتے
کما کے لاتے وہی تو کھاتے یہ والدہ کو وہی کھلاتے
جو دیکھے انکو وہ سمجھے پاگل سبھی تو انکو یہاں ستاتے
مثال جسکی نہیں ابھی تک کمال عشق نبی تھا انکو
صحابہ ان پر ہیں رشک کرتے نبی کی صحبت ملی ہے جنکو

یہ باطنی تھا یہ تھا حقیقی جو عشق کرتے تھے یہ نبی سے
وہی زمانہ وہ دور دیکھا قدم نہ چومے کبھی نبی کے
وہ قرب آقا قرن میں پایا مدینے والوں نے جو نہ پایا
یہ آگ دونوں طرف لگی تھی یہ راز آقا نے خود بتایا
بتایا حضرت عمر نے سب کو حدیث ہے یہ مرے نبی کی
یہی تو سردار تابعیں ہیں اویس قرنی اویس قرنی
دعا جو کر دیں اویس قرنی تو مغفرت بھی نہ جائے ٹالی
ضعیفہ ماں کی کریں یہ خدمت یہی تو دولت بڑی کما لی
نبی نے اکثر یہی کہا ہے یمن سے خوشبو مجھے ہے آتی
یہی وطن ہے یہیں پہ ہوگا عظیم عاشق اویس قرنی
نبی یہ بولے ملائیکہ کا ہجوم ہوگا اویس قرنی
ہزاروں ہوں گے دکھے گا لیکن سبھی کا چہرہ اویس قرنی
ابو ہریرہ سے ہے روایت نبی نے اکثر یہی کہا ہے
خدا نے اسکو عزیز رکھا جہاں نے جسکو کہا برا ہے
نماز ایسی کہیں نہ دیکھی یہ عشق ایسا کہیں نہ دیکھا
تمام شب یہ قیام کرتے تمام شب ہی یہ کرتے سجدہ
رکوع میں تو رکوع میں ہیں تمام شب کا قیام دیکھا
بس ایک دن کا بیاں نہیں ہے ہمیشہ دیکھا مدام دیکھا
سوال آ کر جو کوئی کرتا اویس قرنی جواب دیتے
عبادتیں کیا کریں گے ہم سب عبادتیں تو فرشتے کرتے
یہ دنیا جیسے تھی کانٹے انکو کہیں اکیلے سکون پاتے

کبھی تو ذکرِ خدا ہیں کرتے کبھی نبی کے ہیں گیت گاتے
حقارتوں سے سبھی نے دیکھا سبھی نے پتھر یا کوڑا پھینکا
کسی کی الفت نہیں ملی تھی نہیں ملا تھا کوئی دلاسہ
قضا نمازیں کرو نہ میری یہ چھوٹی چھوٹی سی اینٹ مارو
وضو نہ توڑو تم ایسے میرا لہو نہ ایسے مرا نکالو
ہمیشہ ماں کی ہی بات سنتے دلارے ماں کے یہ ماں کو پیارے
ہمیشہ خدمت یہ ماں کی کرتے کہیں نہ آتے کہیں نہ جاتے
بڑا جنوں تھا میں حج کو جاؤں اور اپنے آقا سے مل کے آؤں
مگر یہ اماں کہاں رہیں گی کہاں پہ چھوڑوں میں کیسے جاؤں
کیا ارادہ نبی کو دیکھوں مگر اجازت بھی ماں سے لے لوں کہا
کہ اماں یہ آرزو ہے جو ہو اجازت نبی کو دیکھوں
تو بولیں اماں چلا جا بیٹے مگر نہ رکنا ذرا وہاں پر
وہاں سے تجھکو ہے فوری آنا اکیلی ہوں میں ابھی یہاں پر
خوشی خوشی پھر چلے ہیں گھر سے طویل رستہ ہے دور منزل
ہزار خواہش مچل رہی تھیں لگی تھی ارماں کی جیسے محفل
کرم خدا کا مدینے آئے نہ جانے کیا کیا خیال آئے
پتہ کیا پھر نبی کے گھر کا نبی کے در پر صدا لگائے
تو عائشہ بی بی انسے بولیں حضور باہر گئے ہوئے ہیں
زباں پہ شکوہ نہ کوئی آیا نہ لب سے کوئی گلے ہوئے ہیں
نبی کو آنے میں دیر ہوگی کہاں سے آئے قیام کیجے
اویس بولے مجھے اجازت نبی کو میرا سلام دیجے

کہاں اجازت ہے ماں کی مجھکو قیام کرلوں یہاں میں ٹھہروں
یہ حکم آخر دیا ہے ماں نے یہاں نہ ٹھہروں تورنت لوٹوں
اداس ہو کر چلے وہاں سے خوشی سے آکر ملے ہیں ماں سے
ادھر نبی نے کہا تھا آکر یہاں ابھی کیا اویس آئے
وفات جب سے ہیں امّاں پائیں یہ ترک دنیا ہی کر گئے ہیں
نبی کا روضہ بھی جا کے دیکھا یہ حج و عمرہ بھی کر گئے ہیں
دعا خدا سے ہمیشہ مانگی مجھے شہادت کی موت دینا
یہ جان میری تری امانت جہاں تو چاہے وہاں تو لینا
وہ جنگ صفین میں ہوئی تھی علی سے مل کر وہیں لڑی تھی
ملی شہادت وہیں پہ انکو قبول انکی دعا ہوئی تھی
قرن میں انکا مزار واقع کبھی تو دیکھوں میں شاذ جاکر
قبول کر لے تو میرے مولا دعائیں مانگوں میں ہاتھ اٹھا کر

☆☆☆

امیر المومنین حضرت حسنؓ

اک پھول مصطفیٰ ﷺ کے مہکتے چمن کا ہے
یہ تذکرہ جنابِ امامِ حسنؓ کا ہے
صیّام پندرہ کو یہ دنیا میں آئے ہیں
نانا کے دل پہ چین وسکوں بن کے چھایا ہے
ماں فاطمہؓ ہیں باپ علیؓ ہیں کمال کے
ہر سو مدینے میں ہوئے چرچے جمال کے
پیدا ہوئے حسنؓ تو یہ جبریل نے کہا
اسکا حسنؓ ہے نام یہی کہتا ہے خدا
نَو زائدہ حسنؓ کو نبی ﷺ نے اٹھا لیا
پھر تو حسنؓ کے منہ میں زباں کو بھی رکھ دیا
پوشیدہ نام رکھّے تھے رب نے جہان سے
دونوں حسنؓ حسینؓ تھے باہر بیان سے
ہم شکل تھے نبی ﷺ کے یہ چہرے سے سینے تک
پوشیدہ کب تھی بات جہاں میں مدینے تک
سجدے میں گر حسنؓ چڑھے پشتِ رسول ﷺ پر
سجدہ طویل ہو گیا حبّ اصول پر
خطبہ نبی ﷺ کا تھا کہ حسنؓ چل کے آئے تھے
الجھے حسنؓ عبا میں زمیں پر ہی گر گئے

خطبے کو چھوڑا بیچ میں گھبرا کے بر ملا
جا کر نبی ﷺ نے پہلے حسنؓ کو اٹھا لیا
کاندھوں پہ ہیں حسنؓ کو اٹھائے ہوئے نبی ﷺ
یا رب تو پیار کر اسے کہتے رہے نبی ﷺ
یہ ہے دُعا نبی ﷺ کی ہمارے بھی واسطے
جنت ہمیں ملے گی حسنؓ کے ہی راستے
الفت حسنؓ حسینؓ کی الفت نبی ﷺ کی ہے
معلوم یہ ہوا کہ یہ چاہت نبی ﷺ کی ہے
بستر پہ جب علیل رسولِ ﷺ خدا ہوئے
بلوا کے فاطمہؓ کو وصیّت نبی ﷺ کئے
ہیبت مرا وقار وراثت حسنؓ کی ہے
سردارِ با کمال حمایت حسنؓ کی ہے
کچھ ماہ سات سال حسنؓ کی یہ عمر تھی
رحلت نبی ﷺ کی کمسنی میں آپکی ہوئی
پھر چھے مہینے بعد ہی ماں سے جدا ہوئے
اب سرپرست آپ کے شیرِ خدا ہوئے
اوصاف اپنے نانا کے سینے میں بھر لئے
پچیّس حج بھی آپ نے پیدل ہی کر لئے
بیشک نواسے آپ صحابی نبی ﷺ کے ہیں
زہرہؓ کے دل کا چین ہیں بیٹے علیؓ کے ہیں
افضل ہیں ہر بشر سے تو عابد بھی آپ ہیں

عالم غضب کے آپ ہیں زاہد بھی آپ ہیں
اکثر خدا کی یاد میں آنسو بہائے ہیں
رنگت سی اڑ گئ جو وضو کرکے آئے ہیں
خوفِ خدا سے آپ سدا تھر تھرائے ہیں
اکثر نماز میں بھی حسنؓ کپکپائے ہیں
اہل نظر نے دیکھا ہے ایسا کمال بھی
راہِ خدا میں خوب لٹایا ہے مال بھی
سینتیس سال عمر تھی والد بھی چل دیئے
مولا علیؓ شہید ہوئے رب سے جا ملے
مولا علیؓ کے بعد خلیفہ حسنؓ ہوئے
صبر و رضا کے آپ نے جوہر دکھا دیئے
وعدہ حسنؓ نے لے لیا تھا اپنی قوم سے
جنگ و صلح میں سب کا مجھے ساتھ چاہئے
یہ سن کے کوفہ والوں میں سرگوشیاں ہوئیں
تیّار ہی نہیں ہیں حسنؓ جنگ کے تئیں
لشکر ہزاروں کا لئے آئے معاویہؓ
لشکر ادھر حسنؓ کا بھی تیار ہو گیا
حضرت معاویہؓ نے یہ پیغام دے دیا
جنگ و جدل سے کب ہوا کسکا کوئی بھلا
آقا ﷺ کی وہ حدیث حقیقت میں ڈھل گئ
پھر تو حسنؓ کی سوچ اچانک بدل گئ

بولے حسنؓ کہ میری شرائط کو مان لو
میں چاہتا ہوں دین کی یہ جنگ ٹال دو
بولے معاویہؓ کہ شرائط بتایئے
میں سن رہا ہوں آپ بھی کھل کر سنایئے
قرآن پر عمل ہو خلافت میں آپ کی
سب دشمنی بھلایئے اب میرے باپ کی
حامی ہمارے جو ہیں انہیں بھی اماں ملے
اہواز کا خراج بھی ہم کو ملا کرے
یہ شرط سن کے ہو گئے راضی معاویہؓ
پھر تو حسنؓ نے بارے خلافت کو دے دیا
خطبہ حسنؓ نے خوب دیا ساری قوم کو
منصب سکوں کے واسطے چھوڑا ہے مان لو
حق تھا اگر معاویہؓ کا انکو مل گیا
حق تھا جو میرا میں نے خوشی سے ہی دے دیا
تقریر سن کے سارے منافق ابل پڑے
منکر حسنؓ کے جو بھی تھے سارے نکل پڑے
کہنے لگے کہ کفر کا فتویٰ لگایئے
یہ مستحق سزا کے ہیں انکو دلایئے
لشکر حسنؓ کا سارا ہی برباد ہو گیا
فتنہ منافقوں کا ہی آباد ہو گیا
پھر مار دھاڑ کی یہاں نوبت سی آ گئی

ہر سمت خوف کی کوئی بدلی سی چھا گئی
ہمدان تھا قبیلہ حمایت کو آ گیا
آ کر منافقوں پہ غضب بن کے چھا گیا
حقّانیت کی چاہ تھی خود میں ہی کھو گئے
گوشہ نشین آپ مدینے میں ہو گئے
پھر دشمنوں کو یہ بھی گوارہ نہیں ہوا
کیونکر علیؓ کا لال یہ گوشہ نشیں ہوا
پھر شہد میں بھی زہر کھلایا گیا انہیں
یوں پانچ بار زہر پلایا گیا انہیں
نانا کے در پہ جاکے دُعا رو کے مانگ لی
ایسا لگا کہ رب نے انہیں جان بخش دی
لیکن چھٹا جو وار تھا بیحد شدید تھا
شامل حسنؓ کے قتل میں شاید یزید تھا
جعدہ حسنؓ کی اہلیہ غدار ہو گئی
عشقِ یزید میں وہ گرفتار ہو گئی
اس نے ہی ہیرا پیس کے پانی میں دے دیا
معصوم سے حسنؓ نے وہ پانی بھی پی لیا
پھر تو شکم کو کاٹ کے ہیرے نے رکھ دیا
سنتے ہیں انکی بیوی نے انکو یہ دکھ دیا
بولے حسینؓ بھائی بتا دو کیا نام ہے
قاتل کا سمجھو آج جہنم مقام ہے

لیکن حسنؓ نے نام کسی کا نہیں لیا
قاتل کا کوئی نام و نسب تک نہیں دیا
آنتوں کے ٹکڑے ہو گئے حالت عجیب تھی
وہ رب سے جا ملے یہ شہادت نصیب تھی
یوں جنت البقیع میں مدفون ہو گئے
ماں فاطمہؓ کے سائے میں جا کر وہ سو گئے
آلِ رسول ﷺ آپ ہی ضامن ہیں شاذؔ کے
مجھکو پناہ دیجئے مولا کے واسطے

☆☆☆

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

یہ منقبت ہے حضرت زہرہ کے چین کی
میں بات کر رہا ہوں امامِ حسین کی
شعبان ہجری پانچ میں پیدا ہوئے تھے یہ
شہرِ مدینہ میں ہی تو دنیا میں آئے تھے
اللہ کے رسول نے دی کان میں اذاں
روشن ہوا جہان منور ہوا مکاں
کر کے عقیقہ نام رکھا آپ کا حسین
منہ میں زبان ڈال کے پایا نبی نے چین
ریحانۃ الرّسول ہیں سبط رسول ہیں
باغِ علی کا آپ معطر وہ پھول ہیں
اللہ کے رسول کا فرمان دیکھئے
مجھ جیسا ہی حسین کو محبوب کیجئے
میرے جگر کا ٹکڑا ہی میرا حسین ہے
دنیا میں ہر کسی سے ہی پیارا حسین ہے
ہر دوستی حسین کی میری ہے دوستی
ہر دشمنی حسین کی مجھ سے ہے دشمنی
اللہ کے نبی نے دعا رب سے روز کی
یا رب عظیم رکھنا تھی آل کو مری
میرے نبی حسین سے کرتے ہیں کتنا پیار

کاندھے نبی کے دیکھئے اور دیکھئے سوار
بیٹا تھا ابراہیم نواسہ حسین تھا
دونوں نبی کے لاڈلے دونوں سے چین تھا
دونوں نبی سے کھیل رہے تھے عجیب تر
اتنے میں جبرئیل نے آکر یہ دی خبر
اک ہے نواسہ آپ کا اور ایک ہے پسر
دونوں کو آپ رکھتے ہیں بیشک عزیز تر
اللہ چاہتا ہے کہ زندہ ہو ایک ہی
یہ آپ طے کریں کہ ملے کس کو زندگی
نورِ نظر ہے ایک تو ہے ایک روشنی
دونوں عزیز دونوں کی پیاری ہے زندگی
لیکن یہ رب کا حکم ہے ٹالا نہ جائیگا
بیٹی سے غم حسین کا دیکھا نہ جائیگا
دیتا ہوں ابراہیم خدا کے حضور میں
یعنی حسین جیسا نہیں پاس و دور میں
بیٹی کا غم سے راستہ آسان کر دیا
یعنی نبی نے بیٹے کو قربان کر دیا
حضرت حسین میں یہ سخاوت نبی کی ہے
بیٹے علی کے ہیں یہ شجاعت علی کی ہے
اک دن حسن حسین نے رکھی تھیں تختیاں
کس کی لکھائی ٹھیک ہے امّی کریں بیاں

زہرہ یہ بولیں فیصلہ مولا علی کریں
بولے علی کہ فیصلہ میرے نبی کریں
دیکھا رسول پاک نے منظر کمال تھا
دونوں کا لکّھا آپ ہی اپنی مثال تھا
اک سیب لے کے آ گئے جنت سے جبرئیل
بولے خدا نے انکی نکالی ہے یہ سبیل
بولے ہوا ہے فیصلہ رب کے حضور سے
جس پر گرے گا سیب لکھائی وہ ٹھیک ہے
اوپر اچھالا سیب کو سب کی ٹکی نظر
ٹکڑے ہوئے دو سیب کے دونوں اِدھر اُدھر
دلکش ہے با کمال ہے منظر جگر میں ہے
عظمت حسن حسین کی رب کی نظر میں ہے
بچپن سے یہ پتہ تھا شہادت نصیب ہے
بولے نبی حسین تو رب کے قریب ہے
صدمے مرے نبی نے جہاں میں اٹھائے ہیں
یعنی غمِ حسین میں آنسو بہائے ہیں
جبریل نے بتایا ہے کربل وہ سر زمیں
ہوگا جہاں شہید علی کا یہ جانشیں
تا عمر کب دعا کوئی میرے نبی نے کی
کربل کی جنگ ہو یہی مرضی تو رب کی تھی
پیدل ہی چل کے آپ نے پچّیس حج کیئے
سب طے کیئے ہیں آپ نے اسلامی مرحلے

نانا کا وعدہ کر دیا پورا حسین نے
اسلام کا دیا ہے یہ صدقہ حسین نے
باطل کے آگے سر نہ جھکایا حسین نے
ہر ایک زخم سینے پہ کھایا حسین نے
گھر بار کربلا میں لٹایا حسین نے
سجدے میں اپنے سر کو کٹایا حسین نے
کنبہ کا کنبہ رہ گیا پیاسا حسین کا
سرکارِ دو جہاں کا نواسہ حسین تھا
معصوم بچے اور جواں صبر کی نظیر
مردود اس یزید نے سب کو کیا اسیر
بیعت نہ کی حسین نے نانا کے واسطے
وہ رب سے جا ملے ہیں محمد کے راستے
اسلام کو یوں زندہ و جاوید کر دیا
تا حشر تک یہ کاسئہ اسلام بھر دیا
اپنی سخاوتوں کا صلہ دے گئے حسین
مومن کو جیسے اپنی جلا دے گئے حسین
سردارِ جنتی ہے نواسہ رسول کا
مدفون کربلا میں ہے پیارا بتول کا
تاریخ دس تھی ماہِ محرّم کی مومنو
اک حشر سا بپا تھا مری بات مان لو
یا رب تو اپنے شاذ کو اتنا کمال دے
عشقِ حسین خوب مرے دل میں ڈال دے

☆☆☆

دس محرم کا منظر نامہ

یہ دس محرم کا تذکرہ ہے یہ کفر و باطل کی انتہا ہے
مری نظر میں ہے یہ قیامت کہوں میں کیسے یہ کربلا ہے
امام عالی مقام اٹھکر سحر میں پیاروں کو ہیں پکارے
خوشی خوشی ہے جگایا سب کو خدا کے آگے جھکے ہیں سارے
نبی اکرم کے جو نواسے وہ تین دن کے ہیں بھوکے پیاسے
ادھر ہے بائس ہزار لشکر نہیں جو ڈرتے ذرا خدا سے
ادھر سے سورج نکل رہا ہے ادھر سے منظر بدل رہا ہے
بجا نگاڑا جو جنگ والا تو وقت ہاتھوں کو مل رہا ہے
حسین ابن علی نے آکر دیا تھا خطبہ انہیں سنا کر
تمہیں پتہ ہے مرا قبیلہ میں فرض پورا کروں بتا کر
اسی نبی کا ہوں میں نواسا کہ جس نبی کا پڑھا ہے کلمہ
میں فاطمہ کے ہوں دل کا ٹکڑا میں مرتضیٰ کے جگر کا پارہ
شہید حمزہ چچا علی کے شہید جعفر کا میں بھتیجا
تمہیں پتہ ہے یہ میرا شجرہ حسن کا بھائی علی کا بیٹا
نبی نے اکثر یہی کہا ہے حسین مجھسے میں ہوں حسینی
کوئی وصیّت نہیں ہے تمکو کیا یاد اپنے اسی نبی کی
مرے قبیلے کا چھوڑو رستہ مجھے نکلنا ہے اب یہاں سے
کروں قیامت میں کل شفارش تمہاری آقائے دو جہاں سے

ذرا تو سوچو کہ قتل میرا روا تمہیں کیسے ہو گیا ہے
لہو کسی کا بہایا میں نے یا مال و زر کچھ بھی لے لیا ہے
یہ قیس بولا حسین سن لو یہ سر جھکاؤ قبولِ بیعت
حسین بولے نہیں نہیں یہ کبھی نہ ہو گا کسی بھی صورت
بہادروں کا جو تھا بہادر زمانے بھر میں تھا نام حر کا
حسین ابن علی کی باتیں بدل رہی تھیں کلام حر کا
عجیب سکتا بدن پہ طاری ادھر ہے دوزخ ادھر ہے جنت
جھکا کے سر کو کہا یہ حر نے کرونگا آقا تمہاری خدمت
خطاب حر کا تھا کوفیوں سے خدا کے بندوں ڈرو خدا سے
شہید انکو کیا جو پیاسا مروگے تم بھی بری قضا سے
وہیں سے بن سعد نے پکارا اٹھاؤ پرچم بڑھاؤ لشکر
نکل کے آؤ حسین والو تمہیں دکھائیں ہم اپنے جوہر
اِدھر سے سالم یسار آئے اُدھر سے ابن عمیر آئے
زیاد والے گئے جہنم حسین والے قرار پائے
اُدھر سے آیا تھا ابن معقل اِدھر حسینی بُریر آئے
مرا یزیدی تو کعب دوڑا بُریر پھر تو شہید پائے
اُدھر سے کوئی یزید آیا اِدھر سے حر نے اٹھایا خنجر
شہید ہونے سے پہلے حر نے گرا دیئے تھے کئی ستم گر
اُدھر مزاحم نکل کے آیا اِدھر سے نافع بڑھے تھے آگے
شہید ہونے سے پہلے نافع کئی ستم گر مٹا گئے تھے
زہیر حر کے بنے تھے ساتھی تو کوفیوں میں تباہی لا دی
عُمر نے جنگی اصول توڑے اُتار ڈالی تھی فوج ساری

عقیل کے وہ جگر کے ٹکڑے امام سے کی طلب اجازت
لڑئیں گے ہم بھی تو کوفیوں سے دکھائیں انکو ہم اپنی طاقت
قدامہ آیا بڑا بہادر کٹا وہ ایسا کہ جیسے کھیرا
عُمر نے پھر سے اصول توڑے حمیری نے پھر تھا نیزہ مارا
یہیں سے جعفر بڑھے تھے آگے یزیدیوں کے چھڑائے چھکّے
کئی یزیدی مٹا دیئے تھے وہیں پہ جا کر ملے تھے رب سے
چلے محمد علی کے بیٹے یہ اسما بی بی کے دل کے ٹکڑے
یہ کوفیوں پر قہر بنے ہیں ملے ہیں رب سے یہ سر کٹا کے
یہ چار بیٹے علی کے آئے بنین کے ہیں جگر کے پارے
حسین انکے بڑے ہیں بھائی حسین کو یہ بہت ہیں پیارے
بڑے ہیں عبّاس تینوں چھوٹے بتا دیا ہیں علی کے بیٹے
غضب ہوئے ہیں یہ تینوں جا کر شہید بن کر ملے خدا سے
علی کے پوتے حسن کے بیٹے چلے ہیں قاسم بھی جنگ کرنے
نہیں ہے جینے کا شوق انکو رہِ خدا میں چلے ہیں مرنے
عُمر یہ بولا چلا جا ارزق مقابلے میں ہے تیرے قاسم
یہ بچہ ہے میں نہیں لڑوں گا مقابل آئے گا میرے قاسم
حسن کے بیٹے کو ایک پل میں جہاں میں چاہوں وہاں جھکا دوں
ہیں چار بیٹے جواں بہادر جسے بھی چاہوں اسے لڑا دوں
یہ عزمِ قاسم بھرا ہوا تھا حسن کا بیٹا ڈٹا ہوا تھا
ہر ایک بیٹا قسم خدا کی زمیں پہ کٹ کے پڑا ہوا تھا
شدید غصہ چڑھا ہوا تھا تبھی تو ارزق خفا ہوا تھا
بس ایک لمحے کی بات ٹھہری زمیں پہ ارزق پڑا ہوا تھا

اصول ٹوٹے تھے جنگ والے سبھی نے قاسم کو ایسا گھیرا
جہنمی تھا وہ شیث جس نے تڑپ کے سینے پہ نیزہ مارا
یہ ننھے اصغر کی پیاس دیکھی تڑپ کے عبّاس بولے آقا
مجھے اجازت حضور دیدیں میں پانی لاؤں گا اب ذرا سا
چلے جو عبّاس پانی لینے مقابلے میں یزیدی لشکر
علی کا بیٹا تھا شیر جیسا سبھی کو مارا گرا گرا کر
نہر پہ جاکر بھرا تھا پانی ہوئے جو واپس وہ لے کے پانی
وہ تیر و خنجر برس رہے تھے نہیں وہ منظر کا کوئی ثانی
کٹے تھے بازو پھٹا تھا سینہ لہو مسلسل ہی بہہ رہا تھا
تھی مشک چھلنی گرا تھا پانی یہ شیر کیا کیا ہی سہہ رہا تھا
زرارہ نوفل خبیث دونوں نے مل کے دونوں ہی بازو کاٹے
حسین آقا کو پھر پکارا ملے خدا سے یہیں پہ جاکے
حسین کے ہیں جگر کے ٹکڑے نبی کی صورت لئے ہیں اکبر
کھڑے ہیں بابا ملے اجازت لڑوں گا میں بھی وہیں پہ جاکر
اٹھارہ سالہ جوان بیٹا حسین خود ہی سجا رہے ہیں
کہیں پہ خنجر کہیں پہ نیزہ کمر میں پٹکا لگا رہے ہیں
پکارا میدان میں یہ جاکر مجھے دکھاؤ تم اپنے جوہر
علی کا پوتا حسینی گل ہوں ہیں نانا جنکے نبی پیمبر
کوئی نہ آیا مقابلے میں بہت پکارا بہت بلایا
چلے خود اکبر صفوں میں انکی سروں کو کاٹا وہیں گرایا
پھر آئے واپس کہا کہ بابا مجھے پلا دو ذرا سا پانی

قسم خدا کی مٹا کے رکھ دوں میں نام انکا ہر اک نشانی
امام عالی نے دی تسلی اتاری انگلی سے اک انگوٹھی
کہا کہ بیٹا یہ منہ میں رکھ لو ملے گی تم کو بڑی تسلی
پلٹ کے واپس جو آئے اکبر دکھائے پھر تو غضب کے تیور
شہید اکبر ہوئے تھے ایسے ہزاروں کوفی لڑے تھے مل کر
وہ چھ مہینے کے ننھے اصغر زبان آئی تھی پیاسی باہر
وہ سوکھی ساکھی تھی ماں کی چھاتی وہ بھوکی پیاسی تھی انکی مادر
حسین ابن علی سے بولیں ستم گروں کو اسے دکھاؤ
تڑپ رہا ہے یہ لعل میرا کہیں سے تھوڑا سا پانی لاؤ
حسین ابن علی نے آ کر کہا تھا سارے ہی کوفیوں میں
یہ میرا اصغر تڑپ رہا ہے بلک رہا ہے یہ گودیوں میں
وہ تیر مارا ہے حرملہ نے گلے میں اصغر کے جا لگا ہے
تڑپ کے اصغر نے اپنے بابا کے ہاتھوں میں ہی تو دم دیا ہے
حسین ابن علی کے بیٹے اٹھے بہ مشکل مریض عابد
یہ بولے بابا کہ دو اجازت لڑوں گا میں بھی تو ہوں مجاہد
امام عالی مقام بولے تمہیں تو جینا ہے میرے بیٹے
تمہی ہو وارث تمہی ہو والی یہ نسل میری چلے گی تم سے
عمامہ اپنا دیا پسر کو امانتیں بھی حوالے کر دیں
امانتیں نا سمجھنا انکو حوالے کرتا ہوں اب مرا دیں
حسین ابن علی نے پھر تو عمامہ نانا کا سر پہ باندھا
امیر حمزہ کی ڈھال اٹھائی تھا جعفر کا ایک نیزہ

علی کی تلوار لے کے نکلے عجب سماں تھا وہ کربلا کا
شمر عمر بن زیاد سب کا بجھا تھا چہرہ بھی حرملہ کا
کہیں سکینہ کہیں پہ زینب تمام کنبہ ہی رو رہا تھا
مگر حسینی وہ جوش و جذبہ نہ کم ہوا تھا نہ ہو رہا تھا
کئ دنوں کا ہے بھوکا پیاسا نبی کا بیٹا ہے یہ نواسا
عجب سا چہرہ کھلا ہوا تھا نہ خوف اسکو ہوا ذرا سا
نبی نے ہر دم یہی کہا ہے حسین میرا میں ہوں حسینی
وفا حسینی کرے گا جو بھی تو سمجھو وہ ہے وفا نبی کی
شمر عَمر بن زیاد بولے ہمارا اب بھی یہ کہنا مانو
یزیدی بیعت قبول کر لو حسین اپنی یہ جاں بچا لو
امام عالی مقام بولے تمہارے دل پر مہر لگی ہے
مگر ہمارے دلوں میں دیکھو عجب سی ایماں کی روشنی ہے
جو ہے ارادہ وہ پورا کر لو مرے مقابل سپاہی بھیجو
نکل کے آیا تمیم اس دم بچا رکھا تھا شمر نے جس کو
غرور اسکا چڑھا ہوا تھا وہ ضد پہ اپنی اڑا ہوا تھا
بس ایک لمحہ لگا تھا اسکو زمیں پہ کٹ کے پڑا ہوا تھا
جو شام کا تھا بڑا بہادر یزیدا بطحی پھر آگے آیا
امام عالی مقام نے پھر کئے دو ٹکڑے وہیں گرایا
بدر یمن کا تھا رہنے والا تھا اسکا بیٹا بڑا لڑاکا
مچل کے آیا تڑپ کے بولا حسین تیرا ہے وقت آیا
حسین بولے بدر جو آتا تجھے لہو میں نہ دیکھ پاتا
حسین ابن علی نے بڑھ کر بس ایک پل میں ہے سر اتارا

بدر نے اپنا جو بیٹا کھویا بڑا ہی غصہ اسے تھا آیا
حسین کے جو مقابل آ یا وہیں پہ اسکا ہوا سفایا
عراقی شامی تمام آئے سبھی نے ذلت کی موت پائی
علی کے لختِ جگر کے جیسی کہاں شجاعت کسی میں آئی
یزیدی لشکر کے پیر اکھڑے پڑے جو دیکھے ہزاروں ٹکڑے
وہی بہادر تو مر رہے تھے بڑے بھروسے میں تھے یہ جن کے
یزیدیوں نے اصول توڑا حسین ابن علی کو گھیرا
کسی نے خنجر کسی نے نیزہ کسی نے ان پر ہے تیر چھوڑا
یہ زہر والا ہے تیر مارا وہی جو ماتھا نبی نے چوما
بنا کے مہماں دغا کیا ہے نظام سارا ہے جیسے گھوما
لہو لہو تھا تمام چہرہ گرے زمیں پر امام عالی
یزیدی سنّان کا تھا نیزہ حسین ابن علی کی چھاتی
کوئ بہتّر تھے زخم کھائے حسین میرے زمیں پہ آئے
کیا تھا شکرِ خدا وہیں پر وہیں تھے سجدے میں سر جھکائے
شمر خبیثی پھر آگے آیا جہنمی در کو کھٹکھٹایا
حسین ابن علی نے دیکھو خدا کی رہ میں ہے سر کٹایا

یزید کافر سمجھ رہا تھا حسین مردہ ہوا ہے میرا
نہیں ہے نام و نشان اسکا حسین زندہ ہے شاذؔ تیرا

☆☆☆

قاتلینِ اہل بیت کا انجام

علی کی آل کا دشمن خدا کی ذات کا دشمن
ذلیل و خوار ہوتا ہے نبی کی بات کا دشمن
نبی کی آل کے قاتل کا یہ انجام ہوتا ہے
نہ دن میں چین ملتا ہے نہ وہ راتوں کو سوتا ہے
یزیدی دور جب گزرا تو بیٹے کو بھی موت آئی
وہیں عبد الملک نے بھی خلافت خوب تھی پائی
یہ تھا مروان کا بیٹا ملک عابد بھی زاہد بھی
خلافت کے نشے میں کھا لیا کردار اپنا ہی
خلافت آ گئی مختار کے مضبوط ہاتھوں میں
قسم اللہ کی پر جوش تھا وہ اپنی باتوں میں
کہا مسند پہ آتے ہی کہ اب انصاف ہو جائے
نبی کی آل کا قاتل نہ کوئی مجھ سے بچ پائے
عمر بن سعد کو مختار نے جب گھر سے بلوایا
عدالت میں مگر بن سعد کا بیٹا ہی تھا آیا
کہا اس نے مرا جو باپ ہے وہ گھر میں رہتا ہے
نہ میری بات سنتا ہے نہ اپنی مجھ سے کہتا ہے
کہا مختار نے عاشور میں کیوں گھر نہیں بیٹھا
قیامت یاد نہ آئی خدا کا ڈر نہیں بیٹھا

سپہ سالار سے مختار سے یہ حکم فرمایا
کٹا کر سر عمر بن سعد کا محفل میں منگوایا
شمر کلتانیہ نامی کسی قصبے میں جا بیٹھا
شمر کا سر قلم کر کے کئی کتّوں کو پھنکوایا
حسینی قاتلوں ایک تھا خولی بڑا قاتل
مگر مختار کے ہاتھوں جہنم کو ہوا واصل
پکڑوائے وہیں عمّار بن یاسر کے سب قاتل
کہا مختار نے ہرگز نہ چھوڑوں کوئی اب قاتل
نمازوں میں ہوا ہے ذکر جن کا ان کو ہے مارا
ہے نبی کا جو جگر گوشہ نبی کی آنکھ کا تارا
نبی کی آل پر تم نے ذرا سا رحم نا کھایا
سبھی معصوم تھے رکّھا تھا جن کو بھوکا اور پیاسا
وہی مختار نے کاٹا سبھی کے ہاتھ پیروں کو
بڑی عبرت ملی اس وقت اپنوں اور غیروں کو
حکیمی ظلم نے تھرّا دیا تھا ہر مسلماں کو
پسینہ سن کے آ جائے زمانے بھر کی ہر ماں کو
پکڑ کر جب اسے خود لشکرِ مختار لے آ یا
مگر رستے میں ہی لشکر نے اسکا سر اڑا ڈالا
یزیدی فوج میں تیروں کا ماہر تھا عمر کوئی
پکڑوایا اسے جب خلق گہری نیند میں سوئی

پکڑ کر خوب نیزوں سے اسے چھیدا تھا مرنے تک
قہر بن کر وہیں مختار ٹوٹا خوب ڈرنے تک
کہا مختار نے اب ابن کامل زید کو لاؤ
مرے دربار میں اس پر یہ پتھر تیر برساؤ
وہی یہ زید ہے جس نے کہ عبد اللہ کو مارا تھا
یہ کہہ کر زید کو مختار نے زندہ جلایا تھا
کہا مختار نے اب جاکے عبد اللہ کو لے آؤ
اذیّت کس کو کہتے ہیں اسے بھی آج دکھلاؤ
اسی کے حکم پر ہی با خدا معصوم بھوکے تھے
اسی نے تو حسینی قافلے کے رستے روکے تھے
کیا عبرت نشاں اسکو وہیں پر سر کو کٹوایا
جہاں پر سر حسینی تھا وہیں پر اسکو رکّھا تھا
مگر مختار نے دوزخ کا رستہ چن لیا خود ہی
نبوت کا کیا اعلان قصہ بن لیا خود ہی
تبھی ابن زبیر آئے خبر انکو ملی جس دم
تبھی مختار کو مارا وہیں پر اس گھڑی اس دم
جہاں مختار نے کل چھ ہزاری قتل کر ڈالے
چراغوں سے جلا کوئی تو کوئی ہو گیا اندھا
یہ اکثر ہو گئے کوڑھی تھے اپنے دل میں شرمندہ

سؤر کی شکل پائی تھی کسی کا منہ ہوا کالا
اسی حالت میں موت آئی یہ سب نے خوب دیکھا تھا
حلق پر تیر مارا تھا کبھی معصوم اصغر کے
تھپیڑے سہہ رہا تھا وہ یہاں غم کے سمندر کے
بلا کی آگ تھی آگے تو سردی اسکے پیچھے تھی
سکوں اوپر تھا اسکو اور نہ راحت اسکو نیچے تھی
بلا کی پیاس تھی اسکو گھڑوں میں پانی پیتا تھا
پھٹا تھا پیٹ پانی سے مگر پھر بھی وہ پیاسا تھا
سبھی ظالم تو ظالم تھے مگر حامی بھی ظالم تھے
خدا کا قہر تھا ان پر تڑپ کر روز ہی مرتے
عطا کر دے مجھے مولا نبی کی آل کا صدقہ
قلم ہی شاذ دے جاؤں میں اپنی قوم کو ورثہ

☆☆☆

یزید پلید

منکر لٹائیں لاکھ محبت یزید پر
سو بار میں کہوں گا ہے لعنت یزید پر
پچّیس ہجری شام میں پیدا ہوا تھا یہ
خالد قبیلے میں ذرا مہکا ہوا تھا یہ
آخر معاویہ کا یہ چشم و چراغ تھا
دشمن ہمارے دین کا شاطر دماغ تھا
بچپن سے مومنو کا یہ حامی بنا رہا
مکّاریوں پہ اسکی تو پردہ پڑا رہا
لیکن روّیہ اسکا وہاں سخت ہو گیا
بد قسمتی سے حاصل اسے تخت ہو گیا
مولا علی کی ان سے پرانی لڑائی تھی
حضرت حسن نے آکے عداوت مٹائی تھی
پھر تو معاویہ نے خلیفہ بنا دیا
اور اسنے اپنے ظلم کا سکّہ چلا دیا
بیعت کرائی قوم کو بیزار کر دیا
لیکن مرے حسین نے انکار کر دیا
یہ دین مصطفیٰ کا بھی دشمن عجیب تھا
جینا محال اسکا تھا جو بھی غریب تھا

افواج اسکی عیش میں ڈوبی تھی اس طرح
بھوکا درندہ شہر میں آجائے جس طرح
عورت شریف جو بھی تھی اس پر حلال تھی
اس زاویے سے فوج بھی تو مالامال تھی
سَوتی بہن سے اسنے ہی جائز کیا نکاح
حد ہے کہ سَوتی ماں سے رائج دیا نکاح
اس نے جُوا شراب سرِ عام کر دیا
روزہ نماز شہر میں ناکام کر دیا
بیعت پھر ایسے حال میں کرتے بھی کیوں حسین
صابر تھے اپنی ذات میں ڈرتے بھی کیوں حسین
کوفہ کے واسیوں نے بلایا حسین کو
ویسا نہیں تھا کچھ جو بتایا حسین کو
مسلم کے دونوں بیٹے بھی قربان ہو گئے
میرے حسین موت کے مہمان ہو گئے
ظالم تھا ایسا ظلم کی اب تک نہیں مثال
چاہے جنوب دیکھ لو دیکھو کہیں شمال
آخر اسی کے حکم نے کربل سجائی تھی
سجدے میں جب حسین نے گردن کٹائی تھی
جب صابروں نے جامِ شہادت کو پی لیا
لیکن کسی نے ہونٹ سے اف تک نہیں کیا
ظلم و ستم کا پھر تو نیا باب کھل گیا

چارو طرف فضا میں نیا زہر گھل گیا
گھوڑے چلائے لاشوں پہ ظالم نے بے حساب
تعبیر لیکے آیا ہو جیسے کہ کوئ خواب
پھر بیٹیوں کے سر سے دوپٹے اتارے ہیں
اس شام کے گواہ ابھی تک نظارے ہیں
اسنے لبِ حسین پہ خنجر گھمایا تھا
زینب نے درد ناک وہ خطبہ سنایا تھا
پھر مسجد نبی میں بٹھائے ہیں جانور
پامال اسنے کر دیا آخر خدا کا گھر
حملہ کیا مدینے کو برباد کر دیا
مکّے میں جیسے کفر ہی آباد کر دیا
بارش کرائ کعبہ پہ پتھر کی بیشمار
پھر بھی اسے سکون تھا نا ہی اسے قرار
آخر غلافِ کعبہ کو اسنے جلا دیا
اپنے حساب سے مرا مذہب مٹا دیا
جب سامنا تھا موت سے حالت نہ پوچھئے
ظالم ہوا ہے کیسے یہ غارت نہ پوچھئے
قَولَنج نام کا اسے اک درد تھا شدید
بستر پہ چیختا رہا دن رات ہی یزید
اکثر تو گھوڑے اونٹ کو ہوتا ہے یہ مرض
آنتوں کے پیچ میں ہی تو رہتا ہے یہ مرض

پانی کی ایک بوند اسے مثلِ تیر تھی
اسکی زبان خشک بڑی بے نظیر تھی
روٹی کا اک نوالہ بھی خنجر سے کم نہ تھا
یعنی کہ کوئ پھول بھی پتھر سے کم نہ تھا
ایسے ہی تین روز سے بھوکا تھا پیاسا تھا
اسکا کبھی شکار نبی کا نواسا تھا
سر کو پٹکتا اپنے کبھی رگڑے ایڑیاں
قدرت نے اسکے پیر میں ڈالی تھیں بیڑیاں
آخر تڑپ تڑپ کے یہ مردود مر گیا
ظلم و ستم میں نام امر اپنا کر گیا
مرنے سے پہلے بیٹے کو حکمت بتائ تھی
بیٹے نے چیخ چیخ کر رب کی دہائ دی
اسکو یزیدیوں نے پھر حاکم بنا دیا
تختِ یزید پر اسے لاکر بٹھا دیا
بولا وہ کیسے پاؤں گا لمحہ میں چین کا
اس تخت پر ہے خون امامِ حسین کا
اعمال سے وہ باپ کے کچھ ایسا ڈر گیا
حجرے میں اپنے ایسا گیا جاکے مر گیا
عشق حسین شاذ کے دل شدید ہے
مردود جو پلید ہے نامِ یزید ہے

☆☆☆

غوثِ اعظم دستگیر

روداد پیش کر تا ہوں پیرانِ پیر کی
غوث الورا کی بات ہے یہ دستگیر کی
جیلان ایک صوبہ ہے ایران ملک میں
عزت وقار رکھتا تھا جیلان ملک میں
سید تھے موسیٰ جنگی یہاں علم و فن کے شیر
بیوی تھی فاطمہ جسے کہتے تھے امّی خیر
بیٹا خدا نے دے دیا انکو کمال کا
وہ شخصیت کمال تھی عالی جمال تھا
قادر تھا نام اسکا لقب بے شمار تھے
قطب الاقطاب آپ کو کہتے پکار کے
حسنی نسب ہے آپ کا والد کے نام سے
ماں کی طرف سے آپ حسینی ہیں کام کے
رمضان پہلا تھا کہ یہ دنیا میں آئے ہیں
دینِ متین جیسے کہ یہ ساتھ لائے ہیں
سحری کے بعد آپ بھی پیتے نہ ماں کا دودھ
افطار جب تلک نہ ہو چکھتے نہ ماں کا دودھ

یہ بات دور دور میں مشہور ہو گئی
اک شیرخوار رکھتا ہے روزہ یہاں کوئی
بچپن میں اپنے باپ سے محروم ہو گئے
یہ کھیلنے کی عمر میں مغموم ہو گئے
بچوں کے ساتھ کھیلنا ان کو نہ راس تھا
میں ہوں خدا کے واسطے دل میں یہ پاس تھا
عرفات کا ہجوم نظر چھت سے آ گیا
گویا کہ رب نے آپ سے پردہ ہٹا دیا
دس سال تک پڑھائی تو اپنے وطن میں کی
بغداد جا کے آپ نے پوری پڑھائی کی
بغداد جب چلے تو کہا ماں نے دیکھئے
بیٹا کسی بھی حال میں نہ جھوٹ بولئے
رستے میں ڈاکوؤں نے جو گھیرا تھا قافلہ
جو کچھ تھا جس کے پاس سبھی اس سے لے لیا
اک ڈاکو بولا بچے بتا کچھ ہے تیرے پاس
چالیس ہیں اشرفیاں صدری میں میرے پاس
سردار ڈاکوؤں کا بھی حیران رہ گیا
سچ بات میرے سامنے بچہ یہ کہہ گیا
بولے حضور جھوٹ اگر بول جاؤں گا
پھر منہ خدا کے سامنے کیسے دکھاؤں گا

لرزہ تمام ڈاکوؤں پہ طاری ہو گیا
سب کی زباں سے کلمہ وہیں جاری ہو گیا
جو علم ظاہری تھا پڑھا آپ نے تمام
جو علم باطنی تھا پڑھا آپ نے مدام
زاہد بنے ہیں آپ کیا ہے مجاہدہ
ویران جنگلوں کا بھی کرتے مشاہدہ
چالیس سال تک ملے محمود اور عیاز
کرکے وضو عشاء میں پڑھی فجر کی نماز
قرآں عشاء سے فجر تلک ختم کر دیا
تھا پندرہ برس یہی معمول آپ کا
علم و عمل پہ آپ جنوں بن کے چھا گئے
قاضی ابو سعید کی خدمت میں آ گئے
قاضی ابو سعید سے بیعت کی آپ نے
مرشد کی دل سے خوب ہی عزت کی آپ نے
مرشد نے پھر تو آپ کا اعلان کر دیا
قدموں میں اسکے رکھیں گے گردن بھی اولیاء
بیعت کے بعد پیر نے کھانا کھلایا ہے
ہر ایک لقمہ نور کا دل میں سمایا ہے
خرقہ خلافتی بھی عطا آپ کو کیا
خرقہ نبی کا ہے جو عطا میں نے کر دیا

خرقے کے ساتھ نور کی برسات ہو گئی
پوچھو نہ کیسی حالتِ جذبات ہو گئی
اک دن نبی کو آپ نے دیکھا تھا خواب میں
بولے نبی سوالوں کے تم ہو جواب میں
تقریر کر کے قوم کو اپنی جگاؤ تم
تصویر اپنے دین کی سب کو دکھاؤ تم
غوث الورا یہ بولے میں عجمی زبان ہوں
عربی زبان میری نا پختہ بیان ہوں
پھر سات مرتبہ جو لعابِ دہن دیا
ممکن نہیں تھا کام نبی نے وہ کر دیا
تقریر کرنے جیسے ہی غوث الورا گئے
نکلے نہ منہ سے لفظ وہیں تھر تھرا گئے
دیکھا تصورات میں مولا علی کھڑے
بولے علی کہ کام تمہیں کرنے ہیں بڑے
یہ کہہ کے مرتضیٰ نے لعابِ دہن دیا
ساری جھجک کو آپ نے کافور ہی کیا
تقریر پھر تو آپ نے ایسی کمال کی
جسنے وہاں سنا تھا اسی نے مثال دی
کچھ عرصہ میں ہجوم تھا جمِّ غفیر تھا
کچھ تھے مقامی باقی تو مجمع سفیر تھا

تینتیس سال آپ نے تدریس کو دیئے
فتوے لکھے جو آپ نے مشہور ہو گئے
اک روز آپ درس و نصیحت میں غرق تھے
سارے مرید آپ کو سنتے تھے غور سے
اک سانپ چھت سے آ گرا پہلو میں آپ کے
گردن سمٹ کے رہ گئ گھیرے میں سانپ کے
مشغول آپ ایسے تھے کچھ بھی پتہ نہ تھا
آخر کو سانپ خود وہیں نیچے اتر گیا
نیچے اتر کے سانپ ہوا ہم کلام تھا
سانپوں کی ذات سے انہیں پہلا سلام تھا
بولا وہ سانپ آپ سا کوئ نہیں ملا
دیکھے ہیں اپنی عمر میں کتنے ہی اولیاء
مشہور تھے سخی یہ زمانے میں دور تک
اپنی رسائ رکھتے تھے پیارے حضور تک
ذکرِ خدا میں روتے عبادت عجیب تھی
رہتی تھی فکر آپ کو ہر اک غریب کی
رو کر نمازیں آپ ہمیشہ پڑھا کئے
سجدے طویل آپ نے کتنے ادا کئے
کامل ولی ہیں ایسے سبھی اولیاء کی جان
ہیں غوثیت کا مرتبہ محبوبیت کی شان

فرمانِ غوث ہے کبھی ٹالا نہ جائے گا
مرشد بنا تو دل میں اجالا نہ آئے گا
میرا مرید وہ ہے جو ذکرِ خدا کرے
ذاکر وہی ہے دل جو ہمیشہ کھلا رکھے
ستّر ہزار رب نے فرشتے بٹھائے ہیں
سب نے حسینی قبر پہ آنسو بہائے ہیں
تصنیف کتنی آپ کی طلبہ کو مل گئیں
تالیف ذہنی باغ میں پھولوں سی کھل گئیں
جب عمر تھی پچاس تو پہلا نکاح تھا
کچھ عرصہ بعد آپ کا چوتھا نکاح تھا
رکھتی بہت عزیز تھیں چاروں ہی بیویاں
لڑکے تھے بیس آپ کے انتیس لڑکیاں
عمرِ عزیز رب نے نواسی برس کی دی
ہفتہ کا دن تھا چاند کی تاریخ آٹھ تھی
تھا تیسرا مہینہ گئے سب کو چھوڑ کر
ظاہر میں ساری دنیا سے منہ اپنا موڑ کر
جو مدرسہ تھا آپ کا تدفین ہے وہاں
بغداد جیسی اور کوئ ہے زمیں کہاں
بغداد سے جہاں میں ہوا فیضِ عام ہے
یا غوث کہنا شاذ فقط تیرا کام ہے

☆☆☆

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

سمجھتے ہیں جو تصوف حسین شہزادی
فقیر وقت یہی ہیں جنید بغدادی
کہیں پہ شیشہ کہیں پر یہ بیچتے کپڑے
یہی تو شیخ محمد تجارتی ٹھہرے
جواں ہوئے یہیں ایران تھا وطن انکا
قسم خدا کی یہ ایمان تھا چمن انکا
تمام عمر تو ایران میں رہے اجداد
یہ شیخ چھوڑ کے ایران بس گئے بغداد
خدا کا فضل پدر بھی جنید ایرانی
ملا ہے ایک پسر بھی جنید بغدادی
بہت ذہین ہے بچہ کمال علم و فن
نظر پڑے ہے کسی کی لگے ہے اپنا پن
یہ کمسنی میں جہاں علم عقلیہ سیکھا
پلک جھپکتے ہی پھر علم نقلیہ سیکھا
ہوئے ہیں سو سے زیادہ اساتذہ انکے
اکٹھے کر لئے چن چن کے علم کے تنکے

جوان ہوتے ہی دیکھا تو پیر کو دیکھا
فقیر وقت کو روشن ضمیر کو دیکھا
کمال علم یہاں شیخ تھے سری سقطی
انہیں کو پیر بنایا فنا کی پھر ہستی
یہ ماموں ان کے ہیں رشتہ عجب نرالا ہے
کہ پیر بن کے ہی ماموں نے پھر سنبھالا ہے
اندھیری رات سے جگنو کوئی نکالا ہے
یہ بھانجہ ہے مگر دین کا اجالا ہے
عقیدہ شافعی انکا کمال کا ٹھہرا
نرالی ذات ہے انکی تو نور سا چہرہ
یہ بیس سال کے مفتی کمال کے ٹھہرے
بڑے کمال کے لکھے ہیں آپ نے فتوے
مچی تھی دھوم ہوا چار سو یہی چرچا
کہ فتوے لکھتا ہے بغداد میں کوئی بچہ
دعا دی پیر نے ایسی اٹھا کے ہاتھوں کو
حدیث داں تو بنے اسکے بعد صوفی ہو
یہ بولے پیر شریعت کے بن طریقت کیا
وہ پیر ہو نہیں سکتا جو بن شریعت کا

یہ عالموں کے امیں صوفیوں کے والی ہیں
ہیں شاہِ وقت بظاہر تو ہاتھ خالی ہیں
یہ اپنے وقت کے عالم کمال کے گزرے
چلے ہیں صوفیوں میں بھی تو نام کے سکّے
اکیلے پیر ہیں ایسے جنید بغدادی
مخالفوں کا نہیں تھا کوئی نشاں باقی
مخالفت جو کریگا وہ عقل کا اندھا
جسے یقیں نہ ہو ابلیس کا وہی بندہ
ہر ایک قوم نے انکو امام جانا ہے
ولی ہیں قوم کے انکو ضرور مانا ہے
تجارتی بھی غضب کے جنید بغدادی
دکاں پہ چار سو نفلی نماز ادا کر لی
ہر ایک حال میں رکھتے تھے نفلی یہ روزہ
عشاء سے فجر تلک کرتے رہتے یہ توبہ
عجیب حسن تکلم خدا نے بخشا تھا
سفید عمامہ چہرے پہ خوب جچتا تھا
غریب شخص کو عزت نواز تے پہلے
یتیم و بیوہ کو ہر دم ہی بانٹتے پیسے

دکان چھوڑ کےمرشد کے گھر میں جا پہنچے
وہیں پہ ذکر کیا ہے وہیں کئے سجدے
دہائی چار گزری ہیں مراقبہ کر کے
بنا مصلے کے کچی زمین پر بیٹھے
خیال دنیا کا آیا نماز دہرائی
سہو ادا کیا جنت خیال میں آئی
کہا تھا آپ نے صوفی زمین ہے ایسی
غلاظتوں سے یہ دنیا کی سبز ہے ہوتی
فقیر وقت کا دل ہو خلیل کے جیسا
مزاج سے وہ رہے اسماعیل کے جیسا
رہے وہ صبر سے ایوب کی طرح بالکل
وہ موسیٰ جیسے ہی چھائے ہوں شوق کے بادل
کئی خلیفہ ہوئے آپ کے زمانے میں
تلامذہ بھی بہت انکے آستانے میں
وصال آپ نے بغداد میں ہی پایا ہے
اسی زمیں سے خدا نے انہیں بلایا ہے
مزار پاک پہ لاکھوں کی بھیڑ لگتی ہے
یہ شاذ جیسوں کی قسمت یہاں بدلتی ہے۔

☆☆☆

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

ولیہ اس جہاں میں اور بھی ملنے کو ہیں ملتی
تصوف میں الگ اک نام رکھتیں رابعہ بصری
عراقی سر زمیں پر ایک صوفی تھے وہ اسمائیل
تصوف کے سمندر سے لگی ہو ایک جیسے جھیل
قرونِ اولا میں جو ایک قصبہ تھا وہ بصرہ تھا
فریدالدین عطّاری نے اکثر ایسا لکّھا تھا
ادب اسلام کا دیکھو تو ایسا لکّھا ملتا ہے
خزاں کے خارزاروں میں اچانک پھول کھلتا ہے
خدا کا فضل اسمائیل کو چوتھی ملی بیٹی
یہی وہ ہیں جنہیں سب نے کہا ہے رابعہ بصری
یہ جب پیدا ہوئیں گھر میں غریبی کا ہی ڈیرا تھا
نہیں تھا تیل تک گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا
کہا پھر آپ کی ماں نے کسی سے تیل تو مانگو
کسی سے مانگ لو کپڑا بدن اسکا ذرا ڈھانپو
چلے گھر سے جو اسمائیل تھوڑا تیل لے آؤں
مگر واپس ہوئے آخر کہاں میں ہاتھ پھیلاؤں

تھکن سے چور تھے پھر سو گئے جیسے کوئی بیمار
اچانک خواب میں تشریف لے کر آ گئے سرکار
کہا سرکار نے بچی یہ تیری اک ولیہ ہے
خدا کا شکر تو کر لے خدا کا اک عطیہ ہے
مثالی زندگی انکی ہر اک عورت کے حق میں ہے
خدا شاہد جوانی آپ کی قدرت کے حق میں ہے
کہا سرکار نے جاکر امیر شہر سے بولو
درودیں تم نے چھوڑی ہیں تو کفارہ ہمیں دے دو
ادب سے ہاتھ پھر چومے وہاں پر شاہِ بصرہ نے
دئے پھر چار سو دینار حکمِ شاہِ بطحہ سے
ہوئیں جب پانچ برسوں کی گئے ماں باپ دنیا سے
ہوئیں جب آٹھ برس وں کی پڑے چاروطرف سوکھے
کسی ظالم نے چپکے سے اٹھا کر آپ کو بیچا
وہاں کے شیخ نے اپنی غلامی میں انہیں رکّھا
بڑا ظلم تھا وہ مالک تشدد خوب کرتا تھا
نہ اسکو رحم بچی پر نہ اپنے رب سے ڈرتا تھا
مگر یہ رابعہ بچی عبادت چھپ کے کرتی تھی
ہر اک شکوہ بھی کرتی تھی خدا سے خوب ڈرتی تھی

مرا حاکم تو ظالم ہے اسی کو سونپ رکّھا ہے
لگا بچی کے سر پر نور کا اک دیپ جلتا ہے
مصلے پر مگر اک رات روئ رابعہ ایسا
اٹھاجب شیخ بستر سے تو اسنے ماجرا دیکھا
ہوا اک خوف سا طاری کلیجہ منہ کو آ یا تھا
گرا بچی کے قدموں میں ندامت کا ہوا سایہ
خطا مجھ سے ہوئ بھاری معافی مجھکو دے دیجے
کروں میں آپ کی خدمت مجھے خادم بنا لیجے
مری جانب سے ہیں آزاد اب چاہے جہاں جائیں
مناسب آپ اگر سمجھیں یہیں آرام فرمائیں
کہا مالک سے اے آقا مجھے کوفہ کو جانا ہے
مجھے اسلام کی پوری وہاں تعلیم پانا ہے
وہاں قرآن سیکھا حافظہ بن کر ہی نکلی ہیں
وہاں تفسیر بھی سیکھی حدیثیں خوب سیکھی ہیں
بہت کم نیند لیتی تھیں بہت کم کھانا کھا تی تھیں
دنوں میں روزہ رکھتی تھیں شبوں میں چھت پہ جاتی تھیں
چھتوں پر تارے گنتی ہوں دعائیں تجھسے کرتی ہوں
نمازیں رد نہ ہو جائیں مرے مولا میں ڈرتی ہوں
ہزاروں نفل پڑھتی تھیں یہاں چوبیس گھنٹے میں

نبی کی خوش مزاجی کے لئے رہتی تھیں سجدے میں
کنواری ہیں ولیہ آپ شادی کا نہیں سوچا
کہا الفت نہ شوہر سے تو ہوگا یہ مرا دھوکا
ذہانت ایسی عالی تھی کہ مردانی ذہانت تھی
سبھی کا مسئلہ سنتیں بڑی پیاری سماعت تھی
بڑے کامل ولی بصرہ میں تھے خواجہ حسن بصری
بڑی تھیں معتقد انکی مریدہ بھی بنیں انکی
سجاتیں سمع کی محفل کئ عالم بھی آتے تھے
امام اعظم کے ساتھی بھی یہاں سے فیض پاتے تھے
بدن پر دو ہی کپڑے تھے بلا کی تنگ دستی تھی
مگر انکے قدم سے ہر جگہ رحمت برستی تھی
غضب کا فلسفہ لکھتیں غضب کی شاعری کرتیں
یہ عربی بات کر تی تھیں زباں تھی مادری انکی
علالت نے انہیں گھیرا تو کھانا چھوڑ بیٹھی تھیں
بلا کی ان میں کمزوری یہ بستر پر ہی لیٹی تھیں
شفا کے واسطے ہر گز کبھی نا ہاتھ پھیلائے
خدا تو جس میں راضی ہو مرے دل کو وہی بھائے
شہادت کا پڑھا کلمہ فرشتے لینے جب آئے
خدا یا شاذ کو تیرے شہادت کھینچ کے لائے ۔

☆☆☆

حضرت بہلول دانا رحمت اللہ علیہ

وہ کوئی مست ہے ایسا خدا کا جو دیوانہ ہے
کتابوں میں پڑھا میں نے وہی بہلول دانا ہے
کسی مجذوب کا کیسے احاطہ کوئی کر پائے
یہ خودمرضی کا مالک ہے جہاں جو چاہے کر جائے
خدا کے عشق میں خود کو فنا مجذوب کرتا ہے
خدا سے عشق کرتا ہے اسے محبوب کرتا ہے
خدا جانے خدا سے کس طرح کا انکا رشتہ ہے
کبھی تو ایسا لگتا ہے خدا خود ان میں بستا ہے
شریعت کی انہیں پروا نہ کوئی خوف ملت کا
نہ ان کو ڈر ہے دوزخ کا نہ کوئی شوق جنت کا
کبھی تو الٹا سیدھا بھی خدا کو کہتے رہتے ہیں
کبھی اسلام کی خاطر بڑی تکلیف سہتے ہیں
ہر اک خواہش خوشی سے یہ خدا پر وار دیتے ہیں
یہ دولت چیز کیا ہے ساری دنیا ہار دیتے ہیں
کچھ ایسا ہی تو دیکھو نام یہ بہلول دانا ہے

غضب کی عقل رکھتا ہے بظاہر یہ دیوانہ ہے
یہ کوفے میں ہوئے پیدا تو انکے باپ عمرو تھے
یہ جعفر صادق ہیں بس یہی شرف تلمذ ہے
رشید ہارون کا وہ دور تھا اسکا زمانہ تھا
وہیں بہلول کا بغداد میں بس آنا جانا تھا
نہ کوئی گھر تھا دنیا میں نہ ہی انکا ٹھکانا تھا
بہت مظلوم تھے بہلول تو ظالم زمانہ تھا
عجب درویش ہیں دنیا میں کب کوئی کہاں ثانی
ہمیشہ کر کے رہتے تھے جو اپنے دل میں ہے ٹھانی
غضب کے فلسفی ہیں یہ غضب دانائی ہے ان کی
جہاں سے دور ہیں اپنی الگ بینائی ہے ان کی
یہ ننگے پیر چلتے ہیں کبھی جوتا نہیں پہنا
جہاں پر تھک کے آئے ہیں وہیں پر ڈالا ہے ڈیرا
تجلی عشق کی ایسی اسی میں غرق رہتے تھے
کبھی دشنام سنتے تھے کبھی آلام سہتے تھے
خدا کے سارے بندوں سے محبت خوب کرتے تھے
کوئی مانے یا نہ مانے ہدایت خوب کرتے تھے
سمندر کے کنارے ایک دن بہلول بیٹھے تھے
اچانک ریت پر کوئی گھروندے سے بنائے تھے

زبیدہ بھی وہاں پہنچی جو تھی ہارون کی بیوی
بڑی خاموشی سے اسنے یہ حالت آپ کی دیکھی
زبیدہ نے کہا ایسے گھروں میں کون سوتے ہیں
کہا بیٹی یہ جنت کے محل تعمیر ہوتے ہیں
زبیدہ نے کہا بابا انہیں کیا آپ بیچیں گے
کہا بہلول نے بس تین درہم میں دے دیں گے
زبیدہ نے اسی دم بس وہیں قیمت ادا کر دی
کہا بہلول نے بیٹی تو اب مالک ہے جنت کی
زبیدہ نے کہا ہارون سے جنت میں لائی ہوں
کہا ہارون نے کہہ دو کہ پاگل بن کے آئی ہوں
وہی بہلول جو بغداد میں پاگل دوانہ ہے
نہ اسکا گھر کہیں کوئی نہ کوئی بھی ٹھکانہ ہے
وہ جنت بیچتا ہے اس لئے پاگل دوانہ ہے
تمہاری عقل بھی کیا واقعی اب بے ٹھکانہ ہے
مگر جب رات میں ہارون گہری نیند میں سویا
نہیں امید تھی جسکی وہی تو خواب میں دیکھا
محل ہے ایک جنت میں زبیدہ نام لکھا ہے
کئی دربان ہیں اسکے بڑا ہی سخت پہرا ہے
اچانک نیند جب ٹوٹی سمجھ میں تب اسے آیا

بتا ہارون تو نے آج کیا کھویا ہے کیا پایا
سویرے سے اٹھا اور سارا دن بہلول کو ڈھونڈا
اسی دریا کنارے شام کو بہلول کو دیکھا
وہی کل کی طرح اب بھی گھروندے ہی بناتے ہیں
خوشی سے چومتے ہیں پیار سے انکو سجاتے ہیں
تو پھر ہارون بولا آپ یہ کیا کام کرتے ہیں
کہا بہلول نے جنت میں گھر نیلام کرتے ہیں
تو پھر ہارون بولا ایک گھر کی کتنی قیمت ہے
کہا بہلول نے بغداد کی پوری ریاست ہے
زبیدہ کے لئے تو تین درہم آپ نے رکھے
کہا بہلول نے اسنے خریدا تھا بنا دیکھے
تو پھر ہارون گھٹنوں پر گرا بہلول سے بولا
معافی دیجئے حضرت مری توبہ مری توبہ
ریاست آپ لے لیں اور یہ جنت مجھے دے دیں
مرا عقبہ سنور جائے اگر جو آپ ہاں بولیں
سنبھالو سلطنت اپنی کروں گا میں بھی کیا اسکا
مجھے فرصت کہاں اس سے دوانہ میں ہوا اسکا
جنیدی قافلہ اک بار گزرا شاہ راہوں سے
تڑپ اٹھے اچانک شیخ بغدادی بھی آہوں سے

کہا بہلول دانا کی مجھے خوشبو سی آتی ہے
بہت مسرور ہوں مدہوشی میرے دل پہ چھاتی ہے
مریدوں نے کہا حضرت وہی بہلول دانا ہے
کوئی پاگل کہے اسکو کوئی کہتا سیانا ہے
تو حضرت نے کہا انسے مجھے ملنا ضروری ہے
بڑی مدت سے دل کی یہ تمنا بھی ادھوری ہے
بڑی جد و جہد کر کے انہیں جنگل میں پایا ہے
جنیدی قافلہ چل کر وہاں پر خود ہی آیا ہے
عجب منظر تھا تکیہ اینٹ کا وہ رکھ کے سوئے ہیں
نہ جانے کون سی دھن کون سے عالم میں کھوئے ہیں
سلام انکا سنا تو اٹھ گئے بہلول دانا بھی
کہا تم کون ہو مجھسے تمہیں کیسی ضرورت تھی
سلیقے سے بتایا نام اپنا شیخ صاحب نے
کہا تم وہ ہی ہو جو درس دیتے ہو بزرگوں کے
کہا حضرت میں کوشش کر رہا ہوں درس دینے کی
مجھے لالچ ہے شہرت کا ضرورت ہے نہ پیسے کی
کہا بہلول نے تم کو پتہ ہے کھانا کھانے کا
عجب سا تھا سوال اس دم کسی بھکے دوانے کا

کہا پھر شیخ نے حضرت میں پہلے ہاتھ دھوتا ہوں
میں بسم اللہ پڑھتا ہوں پھر اسکے بعد کھاتا ہوں
فراغت پر خدا کا شکر بھی ہر حال کرتا ہوں
دوبارہ ہاتھ دھوتا ہوں میں اپنے رب سے ڈرتا ہوں
یہ سنتے ہی اٹھے بہلول اٹھ کر چل دیئے اس دم
کہ جیسے انکو صدمہ ہے لگا ہے اک نیا سا غم
مریدوں نے کہا حضرت یقیناً یہ دوانہ ہے
تو بولے شیخ بغدادی مجھے پیچھے ہی جانا ہے
مگر بہلول چل کر پھر کسی ویرانے میں آئے
جنیدی قافلے کے چل رہے تھے ساتھ میں سائے
کیا پھر سے سلام انکو ادب سے پاس میں جا کر
کہا بہلول نے کیا چاہتے ہو ساتھ میں آ کر
کہا آداب کھانے کے تمہیں ہرگز نہیں آتے
بتاؤ گفتگو میں کس طرح سے تم ہو سمجھاتے
نبی کے حکم کا ہر دم ہمیشہ پاس رکھتا ہوں
کسی کا دل نہیں ٹوٹے میں اتنی آس رکھتا ہوں
کہا بہلول نے تم کو طریقہ گفتگو کب ہے
تمہیں تو کچھ نہیں آتا مرا شاہد مرا رب ہے

نظر کو پھیر کر بہلول نے رستہ بدل ڈالا
خدا جانے یہ کیسے شخص سے میرا پڑا پالا
مریدوں نے کہا حضرت یہ کس چکر میں آتے ہیں
یہ پاگل کے لیے کیوں آپ ہی خود کو ستاتے ہیں
تو حضرت نے مریدوں سے کہا یہ تم نہ سمجھو گے
ابھی کچھ دیر رک جاؤ نظارہ اور دیکھو گے
پھر اس کے بعد انکے پیچھے پیچھے شیخ چلتے ہیں
مگر بہلول دانا اب کہاں پہلو بدلتے ہیں
کہا بہلول نے تم کو بتاؤ سونا آتا ہے
کہا حضرت مجھے معلوم کیسے سویا جاتا ہے
عشاء پڑھ کر وظائف سے فراغت پہلے کرتا ہوں
پھر اس کے بعد بستر پر میں اپنی نیند بھرتا ہوں
کہا بہلول نے تم کو ابھی سونا نہیں آتا
تو بولے شیخ بتلا دیں مجھے کیا کیا نہیں آتا
سبھی آداب کھانے کے بھلے سے لاکھ کم دیکھو
کہا بہلول نے رزق حلالی پہلے تم دیکھو
خدا کے خوف سے پہلے زباں میں بیقراری ہو
خدا راضی رہے جس میں رضا وہ ہی تمہاری ہو

کہا بغض و حسد پاک رکھو قلب کو اپنے
محبت اس جہاں کی ہو نہ آنکھوں میں کوئی سپنے
خدا کا ذکر ہی کرنا میسر جب بھی ہو بستر
محبت خوف دونوں کا اثر طاری رہے دل پر
سبھی بہلول کے قدموں میں گر کر بوسے لیتے تھے
وہیں بہلول بھی دل سے دعائیں انکو دیتے تھے
یہی بہلول دانا ہیں یہی انکا قرینہ ہے
تصوف جان ہے انکی تصوف ہی خزینہ ہے
مزار پاک ہے بغداد میں آرام کرتے ہیں
ولی اللہ زندہ ہیں ولی ہرگز نہیں مرتے
خدا یا شاذ کو تیرے بزرگوں کا ملے سایہ
بزرگوں میں حسد کسنے کہاں ہے آج تک پایا

☆☆☆

حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

ولی اللہ کے ہم پر لٹاتے روشنی اپنی
ولی مجذوب اک آئے جہاں میں شمس تبریزی
وطن ایران تو صوبہ تھا کوئی سبزوار ایسا
علاءالدین حضرت کا وہیں پر تو بسیرا تھا
نسب ہے جعفری انکا علی کا ہی قبیلہ ہے
نبی کی آل ہی کہئے نبی کا ہی وسیلہ ہے
خدا نے ایک بیٹے سے نوازہ اس طرح انکو
قیامت تک رکھے گی یاد دنیا با خدا جن کو
رکھا تھا نام شمس الدین والد نے بہت پیارا
یہ سورج دین کا بن کر حقیقت میں نکل آ یا
علوم ظاہری سیکھا علوم باطنی سیکھا
کمال الدین حضرت کا ہی دامن آپ نے تھاما
مریدوں میں ہوئے شامل طریقت میں ہوئے داخل
بنے مجذوب کچھ ایسے حقیقت کو ہوئے واصل

بڑی محنت سے روزی آپ خود اپنی کماتے تھے
کئی شہروں میں روزی کے لئے بھی آپ جاتے تھے
سرائے میں جہاں رکتے وہاں کونا پکڑتے تھے
مراقب میں صدا رہتے وظیفہ خوب پڑھتے تھے
نہ حاکم سے یہ ڈرتے تھے نہ شاہی خوف تھا کوئی
مقدر میں لکھی تھی آپ کے شاید یہ رسوائی
عبادت اور ریاضت آپ کی چھپ چھپ کے ہوتی تھی
یہ خواہش آپ کے سینے سے لگ کر خوب روتی تھی
بڑے صوفی بڑے شاعر بڑا دیوان لکھا ہے
سبھی جذبات کو اپنے بہت قابو میں رکّھا ہے
عمل سے آپ کے سب مولوی ناراض رہتے تھے
نہ انکو پیار کرتے تھے نہ انکو اچھا کہتے تھے
لڑکپن سے یہ جب نکلے چچا کے ہی حوالے تھے
چچا نے ہی بھتیجے میں سبھی اوصاف ڈالے تھے
فقہ انکو پڑھایا تھا پڑھائی تھی انہیں تفسیر
زباں میں آپ کی رکھ دی حدیث پاک کی تاثیر
وہیں اسلام پہنچایا جہاں پر بھی گئے ہیں آپ
سفر میں ہمسفر بن کر چلے ہیں آپ کے ہی باپ
کئی ملکوں سے ہو کر پھر یہاں کشمیر میں آئے

یہاں سورج کی پوجا تھی سبھی کشمیری گھبرائے
محبت سے سبھی کشمیر کو اپنا بنایا تھا
یہ محنت آپ کی تھی دین کا سکّہ چلایا تھا
وطن واپس ہوئے شادی وہیں پر آپ کی کردی
خدا نے گود بھی بیٹوں سے دیکھو آپ کی بھردی
بڑے بیٹے نصیر الدین خوشیاں لے کے ہیں آئے
جو چھوٹے تھے علاءالدین زندہ پیر کہلائے
اذیّت خوب جھیلی ہے بڑی تکلیف سہتے تھے
خدا کا شکر ہے پھر بھی خدا سے راضی رہتے تھے
گئے بغداد میں جا کر کیا حق کا اجالا تھا
وہاں کے عالموں نے آپ سے پھر بیر ڈالا تھا
وہاں کے شاہ سے کہہ کر وطن سے ہی نکلوایا
بنا سوچے وہاں کے شاہ نے کیا کیا نہ کہہ ڈالا
ہوا بیمار شہزادا اچانک موت بھی آئی
تبھی تو شاہ کو بابا کی فوراً یاد تھی آئی
سپاہی بھیج کر واپس محل میں انکو بلوایا
بہت رو رو کے پھر بیٹا مَرا بھی انکو دکھلایا
یہ بولے شمس تبریزی کروں میں کیا بتا دیجے
کہا حضرت یہ سویا ہے ذرا اسکو جگا دیجے
کہا شرمندہ ہوں حضرت خطا مجھسے ہوئی بھاری
معافی چاہتا ہوں میں دکھاؤں گا نہ سرداری

یہ بولے شمس تبریزی یہیں ہے میری خوں ریزی
تیرا بیٹا ہوا زندہ تو دنیا پھر سزا دے گی
دعا سے آپ کی فوراً ہی بیٹا ہو گیا زندہ
اٹھا شہزادا بستر سے کہا میں آپ کا بندہ
سبھی علماء ہوئے برہم لگایا کفر کا فتویٰ
کہا یہ کوئی جاہل ہے خدائی کا کرے دعویٰ
ہوا فرمان اب جاری اتارو کھال سب اسکی
یہ بولے شمس تبریزی میں دے دوں کھال خود اپنی
اتاری کھال خود اپنی چلے پھر شمس تبریزی
کہا شہزادے نے حضرت چلوں گا ساتھ اب میں بھی
معالج بن گیا شہزادا انکی خوب خدمت کی
سبھی زخموں کو بھر ڈالا نہ کوئی اور چاہت کی
چلے بھارت کو تبریزی یہاں ملتان میں آئے
بہاءالدین حضرت کے یہاں دالان میں آئے
یہاں آکر بھی قسمت میں مخالف لکھ دئے رب نے
عجب انداز میں مل کر ستایا آپ کو سب نے
لیا اک گوشت کا ٹکڑا کہا تم آگ لے آؤ
لگی ہے بھوک شدت کی پکا کر اس کو کھلواؤ
تمامی شہر سے شہزادا واپس آ گیا آخر
کسی نے آگ شہزادے کو ہرگز ہی نہ دی لا کر

جلالی ہو گئے تبریز غصہ آ گیا پھر تو
کہا سورج نہیں آ تی ذرا سی شرم کیا تجھکو
تپش سورج نے اپنی اس قدر ایسی بڑھائی تھی
بڑا ہنگامہ برپا تھا تباہی در تباہی تھی
معافی کی طلب سب نے تو غصہ ہو گیا ٹھنڈا
دکھائی دے رہے تھے شمس اپنی ذات کے تنہا
دعا رو کر خدا سے کی مجھے اک ہمنوا دے دے
مجھے محبوب جو سمجھے ذرا اس کا پتہ دے دے
اشارہ ہو گیا رب کا چلو تم قونیہ جاؤ
کوئی ہے منتظر دل سے اسی سے جاکے مل آؤ
سفر میں چل دئے ترکی زمینیں خوب چھانی ہیں
بالاخر قونیہ پہنچے مرادیں دل میں ٹھانیں ہیں
سرائے میں سکونت کی عبادت میں ہے شب گزری
ہوا ایک شور سا برپا جماعت ایک جب گزری
اچانک آپ نے دیکھا تو وہ مولانا رومی تھے
وہاں آگے تھے مولانا سبھی شاگرد پیچھے تھے
نظر ان پر پڑی تو پھر قرارِ بیخودی آ یا
مجھے جس کی تمنا تھی اسی کو آج ہے پایا
مچل کر آپ نے پوچھا اے لوگو نام کیا ہوگا
بشر ہے کون یہ آخر بتا دو کام کیا ہو گا

کہا لوگوں نے ہم انکو جلاالدین کہتے ہیں
بڑے پائے کے عالم ہیں اسی بستی میں رہتے ہیں
یہیں ہے مدرسہ انکا جہاں یہ درس دیتے ہیں
یہاں کے خاص و عام انسے بڑا ہی فیض لیتے ہیں
یہ سن کر آپ بھی اس بھیڑ کا پھر بن گئے حصہ
جہاں ہے درس کی محفل وہاں مجھکو ملے حصہ
بھرے مجمع میں جا پہنچے سبھی کو چیر کے آگے
دلِ بیتاب میں آخر نئے ارمان تھے جاگے
جدھر دیکھا ادھر ہی بس کتابوں کا ذخیرا تھا
یہ سب کیا ہے اچانک بیچ میں حضرت کو ٹوکا تھا
جلال الدین رومی کو بہت غصہ وہاں آ یا
اسے تم کچھ نہ سمجھوگے فقط اتنا ہی فرمایا
اٹھے پھر شمس تبریزی کہا اسکو نہ سمجھوں گا
جسے ہرگز نہ سمجھوں گا اسی کو میں جلا دوں گا
یہ کہتے ہی کتابوں میں اٹھے شعلے شرارے تھے
بڑا پر کیف منظر تھا بڑے دلکش نظارے تھے
جلال الدین رومی نے کہا حضرت یہ سب کیا ہے
لگا کر آگ کہتے ہیں ہمیں سے بے ادب کیا ہے
کہا سرکار میری زندگی تو ہو گئی برباد
بجھا کر آگ پھر بولے کہ لیجے ہو گئی آباد

جلال الدین مولانا نے زانو تہہ کئے فوراً
غلامی میں مجھے سرکار اپنی لیجئے قصداً
جلال الدین مولانا وہیں پر ہو گئے بیعت
تو شمس الدین تبریزی نے ان سے خوب کی الفت
ملا تھا پیر کچھ ایسا بھلایا ساری دنیا کو
نظر میں پیر رہنے دو جو چاہے مجھسے کروا لو
جلال الدین کے شاگرد انکے سارے گھر والے
یہی کہتے خدا شاہد یہ مرشد ہیں سحر والے
یہی الزام سن سن کر بڑے بیزار تھے تبریز
اچانک ایک دن پھر سے کہیں پر چل دئے تبریز
جلال الدین مولانا پہ سکتہ ہو گیا طاری
اجڑ کر رہ گئ ہے با خدا دنیا مری ساری
تلاشِ پیر جاری تھی بڑی ہی بیقراری تھی
عجب بیچینیاں دل میں بلا کی غم گساری تھی
غمِ مرشد میں کہتے تھے کلیجہ چیر کے اشعار
نہ ایسا غم کہیں دیکھا نہ ایسا تھا کوئ غم خوار
سہی تاریخ لکھ پانا بڑا مشکل قرینہ ہے
جہاں چھت ہی نہیں ملتی یہی وہ ایسا زینہ ہے
روایت مختلف ملتی ہیں انکے دور حاضر کی
جہاں سے جو ملا مجھکو وہی تحریر ظاہر کی

روایت اس طرح بھی ہے کہ یہ کمرے میں بیٹھے تھے
وہیں کچھ لوگ دروازے سے ہی آواز دیتے تھے
نکل کر جس گھڑی آئے تو حملہ کر دیا ان پر
انہیں نے قتل کر ڈالا بھروسہ تھا انہیں جن پر
کئے تھے لاش کے ٹکڑے کنوئیں میں جا کے پھینکا تھا
انہیں میں ایک تو قاتل جلال الدیں کا بیٹا تھا
جلاالدین نے تا عمر اسکا منہ نہیں دیکھا
مرا جب وہ جنازے میں کہاں اک باپ تھا پہنچا
ہوئ پھر مدرسہ میں آپ کی تدفین بالاخر
یہی راوی بھی کہتے ہیں یہی کہتے ہیں سب ذاکر
مزارِ پاک دو ہیں آپ کے اس ساری دنیا میں
ادھر ملتان میں دیکھا ادھر دیکھا ہے قونیہ میں
زباں کھلتی نہیں ہے شاذ میں بولوں تو کیا بولوں
مری تو عقل حیراں ہے زباں کھولوں تو کیا کھولوں

☆☆☆

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تڑپ کر اپنی آنکھوں میں نمی محسوس کر تا ہوں
مجدد الف ثانی کی کمی محسوس کرتا ہوں
ہمارے ہند کا صوبہ اسے پنجاب کہتے ہیں
یہاں کامل ولی عبد الاحد صوفی بھی رہتے ہیں
خدا کے فضل سے انکے یہاں فرزند آیا تھا
نبی کے نام پر اک نام بس احمد ہی رکّھا تھا
نسب ہے آپ کا حضرت عمر فاروقِ اعظم سے
منور ہو گیا سرہند بھی انکے ہی دم خم سے
شروعاتی جو تھی تعلیم وہ والد سے پائی تھی
کمال الدین حضرت سے مکمل پھر پڑھائی کی
بنے قرآن کے حافظ حدیثیں خوب پڑھتے تھے
وہیں یعقوب حضرت سے کتابیں خوب پڑھتے تھے
محدث کی سند لے کر چلے کعبہ کی جانب کو
طوافِ کعبہ کرتے ہی چلے طیبہ کی جانب کو
عرب میں جا کے بھی دیکھو محدث کی سند پائی
علوم و فن وہاں سیکھے جوانی پر بہار آئی
ابھی ہے عمر سترہ کی ہوئے فارغ پڑھائی سے
خدا سے واسطہ رکّھا رکھا اسکی خدائی سے

خلافت چشتیہ تو آپ نے والد سے پائی ہے
خلافت اور اجازت سلسلہ قادریہ سے پائی ہے
خلافت نقش بندی آپ کے مرشد نے بخشی ہے
ہیں مرشد باقی با اللہ اور یہ دہلی انہیں کی ہے
کہا تھا پیر و مرشد نے قوی العلم ہے احمد
مریدوں میں بہت پیارا رفیق العلم ہے احمد
تمامی علم لیکر آپ پھر تدریس میں آئے
ہزاروں طالبِ علموں کے ذہنوں پر ہیں یہ چھائے
مجدد بن کے تجدیدی کیا ہے کام کچھ ایسا
تمامی ہند میں اب تک نہ کر پایا کوئی ویسا
مبلّغ بن کے بھارت میں بجایا دین کا ڈنکا
عجب دورِ جہالت میں اٹھایا دین کا جھنڈا
جلال الدین اکبر کا یہاں پر بول والا تھا
اسی نے تختِ شاہی سے نیا مذہب چلایا تھا
مدد علماء کی لے لے کر کیا منظر تباہی کا
بڑا ہی زور تھا اس دور میں دینِ الٰہی کا
شہنشاہی جو مسند تھی اسے وہ سجدہ کرواتا
بہانہ مسندی لے کر وہ اپنے آگے جھکواتا

کبھی اکبر جوانی میں مسلماں خوب سچّا تھا
اٹھارہ سال کی اس عمر میں ایماں کا پکّا تھا
غریبوں سے فقیروں سے محبت خوب کرتا تھا
اماموں کا ادب کرتا وہ اپنے رب سے ڈرتا تھا
عبادت گھر بنایا مولوی حضرات آتے تھے
کئ صوفی تصوف کے مسائل بھی بتاتے تھے
تحائف خوب دیتا تھا بہت عزت بھی کرتا تھا
عقیدہ ان پہ رکھتا تھا انہیں کا دم بھی بھرتا تھا
حسد علماء میں بھر آیا کہ برتر میں ہی عالم ہوں
بڑی توقیر ہو میری میں عزت دار سالم ہوں
جو دیکھی حالتِ علماء تو بدظن ہو گیا اکبر
اسے ابلیس نے گھیرا تو ایماں کھو گیا اکبر
نیا فرمان لکھوایا سبھی علماء کو بلوایا
امامِ دین سے بڑھ کر امامِ عدل بتلایا
کسی عالم کو حق بالکل نہیں جو بیچ میں بولے
وہ اپنی جان سے جائے زباں اپنی اگر کھولے
کئ عالم ہوئے برہم لگایا کفر کا فتویٰ
انہیں علماء کو اکبر نے ہی پانی میں ڈبویا تھا

کئ علماء نے اکبر کو شریعت توڑ کر دیدی
رکھی بنیاد اکبر نے یہیں دینِ الٰہی کی
کسی نے داڑھی کٹوائی کسی نے حج کو رُکوایا
کریں اکبر کو سب سجدہ کئ مفتی نے فرمایا
شرابیں ہو گئیں جائز ہمارا کلمہ بھی بدلا
پرستش سب کرو سورج کی پورا دین ہی بدلا
مساجد میں صنم رکّھے تو روزے پر تھی پابندی
کیا خنزیر کو جائز اجازت سود کو بخشی
تلک ماتھے پہ لگوایا گلے میں ڈال دی زنّار
وہیں غسلِ جنابت کو بھی آخر کر دیا بیکار
مجدد الف ثانی نے بڑی حکمت دکھائی تھی
مہم تبلیغ کی کل ہند میں چھپ کر چلائی تھی
وفاتِ اکبری کے بعد تھا دورِ جہاں گیری
ادھر سے شیخ سرہندی نے نیت صاف ہی کر دی
سبھی کو خط لکھے بدعت مٹاؤ آپ اکبر کی
سبھی خوش تھے سبھی نے آپ سے فوراً ہی ہاں کر لی
مجدد الف ثانی کی ہدایت مان لی سب نے
ہمیں اسلام لانا ہے نصیحت مان لی سب نے

ہوا پھر بادشاہی حکم کہ علماء کو بلواؤ
شریعت کا بیاں کیا ہے مجھے بھی آپ سنواؤ
مجدد الف ثانی تک خبر دربار کی پہنچی
فریدی شیخ کو لکّھی اسی دم آپ نے چٹھّی
کہا تم انتخابِ علمائے حق سوچ کر کرنا
سوا اللہ کے ہرگز کسی سے بھی نہ تم ڈرنا
جو علماء آگرہ کے تھے چراغِ پا ہوئے اس دم
کہا دینِ الٰہی کو بچائیں کس طرح سے ہم
کہا سلطان سے آکر یہ احمد حق کا باغی ہے
کہا صدیق اکبر سے خودی کو برتری دی ہے
ہوا پھر حکم شاہی شیخ احمد کو بلا لاؤ
کہا عدلِ جہاں گیری کا پرچم آج لہراؤ
کیا دربار میں حاضر مجدد الف ثانی کو
سبھی دیکھے مدلّل ان جوابوں کی روانی کو
کیا ثابت وہاں پر آپ نے ہی حق بیانی کو
دکھایا آپ نے فوراً ہر اک باطل نشانی کو
سبھی خاموش تھے دربار میں جب کچھ نہیں سوجھا
مخالف نے اچانک شاہ سے اتنا ہی پھر پوچھا

یقیناً آپ شاہِ وقت ہیں عالی بہت رتبہ
مگر یہ شیخ احمد آپ کو کرتا نہیں سجدہ
کہا پھر شیخ احمد نے میں ہوں اللہ کا بندہ
اسی کے آگے جھکتا ہوں اسی کو کرتا ہوں سجدہ
یہ سنتے ہی سپاہی آ گئے سارے ہی حرکت میں
یہ شاہی حکم تھا انکو لیا جائے حراست میں
بالاخر آپ نے یہ سنّتِ یوسف ادا کر دی
رہے پھر قید خانے میں رضا تھی بس یہی رب کی
جوہم سایہ وہاں قیدی تھے انکو دین سکھلایا
خدا کیا ہے نبی کیا ہے سبھی کو دل سے سمجھایا
نتیجہ یہ ہوا سارے مسلماں ہو گئے قیدی
سبھی طالب ہوئے رب کے خدا میں کھو گئے قیدی
سپاہی اور داروغہ بھی مومن ہو گئے سارے
وہاں پر آپ چندہ تھے سبھی قیدی ہوئے تارے
خبر دربار میں پہنچی تو نادم شاہ تھا اپنا
خطا مجھسے ہوئی دل میں ارادہ کر لیا پکّا
رہائی آپ کی دربار نے منظور کر لی تھی
مگر پھر شیخ احمد نے یہی اک شرط رکھّی تھی
کہا پھر شیخ احمد نے شریعت کی بقا چاہوں
رہے اسلام تابندہ بھلا میں اور کیا چاہوں

مٹانا چاہتا ہوں میں فقط دینِ الٰہی کو
بتا دو شاہ کو جاکر نہ دے دعوت تباہی کو
ذرا بھٹکا ہوا تھا شاہ لیکن وہ مسلماں تھا
نبی کا امتی تھا وہ نبی پر اسکا ایماں تھا
سبھی شرطیں مجدد الف ثانی کی ہوئیں منظور
لبالب ہو گیا ایمان سے ہندوستاں بھر پور
تصوف کی حقیقت خوب سمجھاتے تھے سرہندی
شریعت سے طریقت ہے وضاحت صاف کر دی تھی
مراسم جتنے باطل تھے سبھی پامال کر ڈالے
کئ علماء کئ صوفی بچا کر جان تھے بھاگے
حدیثیں آپ نے لکّھیں جسے تالیف کہتے ہیں
سبھی مکتوب بھی تو آپ کے محفوظ رکّھے ہیں
کئ تصنیف لکّھی ہیں کئ تالیف لکّھی ہیں
نشانی آپ نے اسلام کی ہر حال رکّھی ہیں
یہ ترسٹھ سال کی عمرِ عزیزی آپ نے پائ
ہر اک لمحہ سبھی کو آپ نے حق راہ دکھلائ
جگہ سرہند ہے پنجاب میں جا کر ذرا دیکھو
وہیں پر سوئے ہیں وہیں پر فاتحہ پڑھ لو
بزرگوں کا مجھے صدقہ عطا کر دے مرے مولا
ہے خواہش شاذ کی اتنی کہاں کچھ اور ہے مانگا

☆☆☆

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

کسی مذہب نہیں بلکہ زمانے بھر کے راجا ہیں
نبی ہیں چاند سورج تو چراغِ دین خواجہ ہیں
عراقی سر زمیں موضع تھا سنجر اس زمانے میں
گھرانا ایک تھا زاہد یہاں ہر اک گھرانے میں
بڑے پائے کے عالم تھے جو رہتے تھے یہاں دن رات
غیاث الدین اپنی اہلیہ ام الوریٰ کے ساتھ
حسینی تھا غیاث الدین کا شجرا یہ سید تھے
وہیں ام الوریٰ کا سلسلہ حسنی تھا جید تھے
خدا کے فضل سے انکے یہاں نور نظر آیا
کوئ کامل ولی ماں باپ کا لخت جگر آیا
معین الدین اس کا نام رکھّا تھا گھرانے نے
ولی تسلیم اسکو کر لیا سارے زمانے نے
کہا ام الوریٰ نے جب شکم میں آ گیا فرزند
مقدر ہو گیا روشن نہیں تھا غم کوئ ہر چند
بطن میں میرے بچہ جس طرح سے بڑھتا جاتا تھا
مقدر اوج پر پھر اور اپنا چڑھتا جاتا تھا

شکم سے ہر گھڑی تسبیح کی آواز آتی تھی
بنا تکلیف کے ہر رات میری کٹتی جاتی تھی
ولادت نے گھرانا نور سے معمور کر ڈالا
نظر جس سمت اٹھ جاتی اجالا ہی اجالا تھا
شروعاتی جو تھی تعلیم وہ گھر میں ہی پائی تھی
پھر اسکے بعد مکتب میں مکمل کل پڑھائی کی
نواں تھا سال جب حافظ ہوئے قرآن کے خواجہ
پھر اسکے بعد ماہر تھے سبھی عرفان کے خواجہ
اچانک نوجوانی میں یتیمی سر پہ آئی تھی
پدر کے بعد ہی کچھ ماہ میں مادر کی باری تھی
وراثت میں تھی پنچکّی تو اک باغیچہ انگوری
اسی سے آپ کی ہر اک ضرورت ہوتی تھی پوری
اچانک باغ میں اک دن کوئی مجذوب آ پہنچے
کھلائی سوکھی روٹی جو تصوف کی طرف کھینچے
اچانک باغ بیچا اور چکّی بیچ دی اپنی
تصوف کے سفر میں آپ نے پھر راہ حق کی لی
کبھی خرسان میں آئے کبھی بغداد میں آئے
علومِ ظاہر و باطن عمل میں خوب ہی لائے

کوئی تھا گاؤں چھوٹا سا جسے ہارون کہتے تھے
وہاں کامل ولی اک حضرتِ عثمان رہتے تھے
بزرگی میں بڑے تھے حضرتِ عثمان ہارونی
یہ عامل تھے یہ کامل تھے بڑے اسلام قانونی
معین الدین بھی آخر اسی دربار میں پہنچے
تصوف کس کو کہتے ہیں مجھے رستہ دکھا دیجے
جلیل القدر تھے عثمان ہارونی جو یہ بولے
چلو اٹھ کر وضو کر لو نوافل دو پڑھو پہلے
کہا قبلہ کا رخ کر کے پڑھو تم سورۂ بقرہ
کیا بیعت کہا حامی ترا ناصر ہوا اللہ
دیا چغّہ مبارک اور دی پھر خاص اک ٹوپی
بٹھا کر سامنے پھر سورۂ اخلاص پڑھوائی
پھر اسکے بعد فرمایا مجاہد بن کے آ جاؤ
کوئی چوبیس گھنٹے تک عبادت کر کے دکھلاؤ
اچانک سے ہوا ارشادِ عثمانی ادھر دیکھو
فلک پر تم نے کیا دیکھا ذرا آہستہ سے بولو
کہا مرشد مجھے عرشِ معلّٰی صاف دکھتا ہے
زمیں کی بات کی جائے تو یہ تحت الثّرا سا ہے

پھر اسکے بعد حضرت نے دو انگلی سامنے لا دیں
کہا بولو تمہیں دکھتا ہے اب کتنا ہمارا دیں
یہ اٹّھارہ ہزاری عالموں کا ایک مجمع ہے
کہا بیٹا مرید اب تو حقیقت میں تُو میرا ہے
مسلسل بیس برسوں تک رہے مرشد کی خدمت میں
اٹھا کر بوجھ سر پر گھوم تے تھے انکی چاہت میں
کیا پھر حج مدینے کا سفر مرشد نے کروا یا
خدا سے اور نبی سے خود انہیں مرشد نے ملوایا
گئے بغداد جب واپس ہوئے پھر معتکف عثماں
کہا تم لکھتے رہنا میں ہوں رب کی ذات کے قرباں
تمام ارشاد مرشد کے لکھے خواجہ نے چن چن کر
کتابی شکل میں آتا ہے اب تک نور چھن چھن کر
اجازت لے کے مرشد سے ہوئے بغداد سے رخصت
ولی محمود کی خدمت میں پہنچے آپ با عزت
مرید اپنا بنایا آج قطب الدین کاکی کو
چلے مکہ مدینہ کی طرف لے کر سواری کو
مدینے جب گئے تو پھر نبی نے حکم فرمایا
تمہیں تو آل ہو میری تمہیں ہو میرا سرمایہ

ضرورت ہے تمہاری ہند میں فوراً چلے جاؤ
وہاں پرچم تمہی اسلام کا اب جا کے لہراؤ
بہت حیران تھے خواجہ کہاں پر ہند یہ ہوگا
سنا ہے نام کب اسکا کہاں کب میں نے ہے دیکھا
اچانک نیند سی آئی نبی کا روبرو چہرہ
فقط اجمیر ہی کیا ہے یہ لے لو ہند کا نقشہ
نبی سے آپ نے رخصت طلب کی اور مرشد سے
چلا پھر گفتگو کا ایک لمبا دور مرشد سے
نبی کے حکم کی تعمیل اب میں کر نے والا ہوں
اجازت دیجئے مرشد کہ اب میں جانے والا ہوں
عطا مرشد نے کر ڈالا مصلّٰی اور خرقہ بھی
تبرّک میں عصا اپنا دیا تھا اور جذبہ بھی
امانت چشت کی یہ آج سے تیرے حوالے ہیں
اُنہیں تُو پورا کر دینا جو ارماں میں نے پالے ہیں
مریدِ خاص قطب الدین کو پھر ساتھ میں رکّھا
روانہ ہو گیا پھر مختصر سا قافلہ انکا
جگہ پنجاب تھی پہلے جہاں پر آئے تھے خواجہ
پھر اسکے بعد ہی دہلی میں آکر چھائے تھے خواجہ

محل سے کچھ ہی دوری پر ہدایت کا رشد دیتے
زباں تھی آپ کی ایسی شہد کی بوند ہو جیسے
جو ملتا آپ سے آکر مسلماں ہو ہی جاتا تھا
زباں سے آپ کی بیشک خدا کلمہ پڑھاتا تھا
بڑی تعداد میں مومن بنے دہلی کی راہوں میں
بڑی ترغیب ملتی تھی یہاں کی خانقاہوں میں
مخالف ہو گئے سارے جمع دربار میں جا کر
ہمارے دیوتاؤں کو برا کہتا ہے یہ آ کر
نکالو اسکو دہلی سے دھرم اپنا بچانا ہے
یہ دشمن ہے ہمارا یا کوئ پاگل دوانہ ہے
دیا پھر حکم راجا نے سویرا ہو نہیں انکا
مگر ٹوٹا کہاں کس سے مرے خواجہ کا اک تنکا
جو دشمن بن کے جاتا تھا محبت کر کے آتا تھا
گیا جو مارنے وہ خود انہیں پر مر کے آتا تھا
بڑی تعداد جب دہلی میں قائم ہو گئ اپنی
یہ قطب الدین سے بولے سنبھالو آج سے گدّی
چلے اجمیر جب خواجہ کوئ چالیس تھے ساتھی
یہاں پر ایک تھا نوشہ سبھی تھے اس کے باراتی

گئے اجمیر جب خواجہ جگہ آرام کی پائی
مگر راجا نے پل بھر میں وہاں بھی فوج بھجوائ
کہا اٹھ جاؤ راجا کے یہاں پر اونٹ بیٹھیں گے
کہا خواجہ نے اٹھتے ہیں لو آکر اونٹ بیٹھیں گے
انا ساگر پہ آ پہنچے بسیرا کر لیا اپنا
وہاں جو اونٹ بیٹھے تھے نہ کوئ ایک بھی اٹّھا
سپاہی ڈر گئے سارے گرے خواجہ کے قدموں میں
اٹھا دو اونٹ اے خواجہ نہیں ہے جان اونٹوں میں
معافی ہے طلب خواجہ ہمیں بھی جاں بچانی ہے
کہا خواجہ نے دیکھو بس یہی ایماں نشانی ہے
کبھی عثمان ہارونی کبھی سعدہ ولی آئے
مرے خواجہ سے ملنے کو سخی ابن سخی آئے
یہی سلطان شمس الدین کا دور حکومت ہے
مگر اجمیر کے خواجہ کی دل میں خوب عزت ہے
اسی دہلی میں نجم الدین صغریٰ بھی ہوئے مشہور
وہ شیخ الہند ہو کر بھی ہوئے خواجہ سے جب رنجور
سنی جب بات خواجہ نے تو خود ہی انکے گھر آئے
حقیقت میں ہی وہ خواجہ سے تھے بر ہم نظر آئے

کہا خواجہ نے حضرت کیا خطا مجھسے ہوئ سر زد
تو نجم الدین بولے آپ نے باندھی مری سر حد

یہ قطب الدین نے میرا اثر سب مجھسے چھینا ہے
یہ دہلی آ گیا جب سے مرا تو رنگ پھیکا ہے

کہا خواجہ نے ایسا ہے اسے میں ساتھ میں لے لوں
وہاں اجمیر میں چھوٹا سا کوئ کام ہی دے دوں

چلے دہلی پھر خواجہ تو قطب الدین کو لیکر
تو شمس الدین بولے لیجئیے نا آپ کچھ دیکر

لگی تھی بھیڑ سڑکوں پر بڑی ہی آہ و زاری تھی
مگر خواجہ کے دل میں بھی عجب سی بے قراری تھی

بلآخر چھوڑ قطب الدین کو اجمیر میں آئے
اسی دہلی میں ہیں اب تک یہ قطب الدین کے سائے

ہوا محسوس خواجہ کو کہ آخر وقت ہے میرا
بلایا سب مریدوں کو قضا کا رنگ ہے گہرا

خلافت کے جو لائق تھے خلافت مل گئ انکو
لو قطب الدین آ جاؤ تمہی اول خلیفہ ہو

امانت اپنے مرشد کی ہر اک انکو عطا کر دی
سبھی کو پاس بیٹھایا سبھی کو ہے جلا بخشی

رجب کا وہ مہینہ تھا خدا کا اک نگینہ تھا

نہ دل میں خوف تھا کوئ نا ماتھے پر پسینہ تھا

عشاء کے بعد حجرے میں گئے واپس نہیں آئے
مریدوں نے کبھی دستک کبھی دروازے کھڑکائے

سبھی نے توڑ کے دروازہ اندر جا کے دیکھا تھا
جو تھا محبوب رب کا وہ ہی عبدی نیند سویا تھا

سبھی نے با خدا ماتھے پہ یہ تحریر دیکھی ہے
فقیرِ وقت ہے اس پر فقیری ناز کرتی ہے

خدایا شاذ کا تیرے فقط اتنا ہی دل چاہے
تصوف کے سمندر سے مجھے اک بوند مل جائے

☆☆☆

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

مئے تصوف کی پی رہے ہیں بنے ہوئے ہیں کمال ساقی
بڑے ہی عالی بزرگ دیکھے کمال فن بختیار کاکی
وطن سنا ہے کہیں پہ فرغانہ اوش وادی مقام انکا
بزرگ برتر ہیں انکے والد کمال الدیں ہے نام انکا
یہ نصف شب میں جہاں میں آئے تو چاند سورج بھی مسکرائے
تمام گھر میں بسی تھی خوشبو چمن میں جیسے ہیں گل کھلائے
اٹھارہ ماہی تھی عمر انکی خدا نے بخشی انہیں یتیمی
کمال ہمت دکھائی ماں نے اٹھائی بیٹے کی سرپرستی
یہ پانچ برسوں کے جب ہوئے تھے تھی فکر مادر کہاں پڑھیں گے
پڑوس میں تھے بزرگ کوئی کہا کہ چل کر انہیں ملیں گے
بزرگ برتر کے پاس آئیں کہا یہ بچہ کہاں پڑھے گا
ہے شوق میرا بناؤں عالم بتاؤ عالم کہاں بنے گا
بزرگ بولے یہ بچہ دے دو اسے پڑھائیں گے اب معلم
بنے گا مومن کمال کا یہ بنائے گا خود یہ لاکھوں مسلم
وہ مدرسہ کو ہی جا رہے تھے کہ راستے میں بزرگ دیکھے
چلے کہاں کو ہے کون بچہ بزرگ سے یہ بزرگ بولے
کہا کہ اسکو یتیم سمجھو مگر ہے ماں کو عظیم سمجھو
بزرگ بولے ولی بنے گا یہ بات باد نسیم سمجھو

اسے سکھائیں جو دین کامل وہ ہیں ابو حفص اوشی ماہر
چلو مرے ساتھ اسکو لیکر خیال اپنا کروں گا ظاہر
بزرگ اوشی کے پاس پہنچے کہا پڑھانا ہے ایک بچہ
یہ بات میری نہ تم سمجھنا یہ حکم تم کو ہے میرے رب کا
تو پھر اچانک یہ اوشی بولے تمہیں پتہ ہے کیا میرے بیٹے
ابھی یہاں سے چلے گئے جو ہیں کون ہستی بزرگ کیا تھے
یہ بچہ سہا ہوا کھڑا تھا یہ خود میں جیسے ڈرا ہوا تھا
کہا پڑوسی ہیں ایک میرے تو دوسرے کا نہ کچھ پتہ تھا
تو پھر سے اوشی ہوئے مخاطب کہا نبی ہیں یہ خضر پیارے
تمہاری قسمت بلند وبالا جو ساتھ آ※ ہیں وہ تمہارے
جو قائدے میں الف پڑھایا تو آدھا قرآں وہیں سنایا
جو پوچھا بیٹا کہاں سے سیکھا تو بولے ماں کے شکم میں سیکھا
علوم ظاہر تمام سیکھے طلب تھی باطن علوم سیکھیں
معین چشتی کے پاس آئے مرید ہو کر کمال دیکھیں
تھی عمر سترہ ابھی تھا بچپن عطا ہوئی ہے انہیں خلافت
معین چشتی نے خواب دیکھا نبی سے انکو ملی اجازت
بڑے غضب کے بنے ہیں خادم نظر میں رکھتے یہ پیر ہر دم
یہ بھوکے رہتے یہ پیاسے رہتے ذرا سا کم نا ہوا تھا دم خم
یہ اپنے مرشد کے ساتھ آئے زمین دہلی قیام پائے
بہ حکم مرشد یہیں پہ ٹھہرے بنائے اپنے سبھی پرائے

علیل تھے جب ہمارے خواجہ کہا بلاؤ ہمارا کاکی
بلا کے خرقہ عطا کیا ہے عصا دیا ہے تو باندھی پگڑی
نماز نفلی وہیں پڑھی ہے عجیب دل ہے یہ دلبری ہے
سپرد رب کے کیا ہے تم کو یہی تو انکو دعا بھی دی ہے
قیام جب سے کیا ہے دہلی یہ صوفیوں کی بنی حویلی
لیتمام حالت بدل گئی تھی بدل گئی تھی یہ پوری دہلی
تمام راتوں درود پڑھنا مراقبے میں قیام کرنا
سبھی سے الفت سبھی سے چاہت سبھی کو پہلے سلام کرنا
کئی دنوں تک یہ فاقے کرتے کسی سے اجرت یہ کچھ نہ لیتے
کسی سے قرضہ کبھی جو لیتے جو وعدہ کرتے اسی پہ دیتے
کوئی پڑوسی تھا شرف انکا اسی سے قرضہ لے آئیں بیگم
جو اسکی بیوی بڑی عجب تھی ہمیشہ دیتی وہ طعنے ہر دم
کہا یہ بیگم نے گھر میں آ کر کبھی نہ لوں گی ادھار جا کر
بس ایک ٹکڑا لیا تھا اس سے وہ روٹی مانگے یہاں پہ آ کر
لرز اٹھے بختیار کاکی یہ فکر تم نا کرو ذرا سی
یہ طاق دیکھو یہ ہاتھ ڈالو یہیں ملے گی ہمیشہ کاکی
عرب ممالک میں نام اسکا جو روٹی ہوتی ہے تیل والی
خوشی سے اسکو سبھی ہیں کھاتے اسی کو کہتے سبھی ہیں کاکی
مگر کرشمہ ہوا ہے ایسا جو کوئی آیا ہے بھوکا پیاسا
تو جھاڑے کپڑے گرائی کاکی بنے غریبوں کا یہ سہارا

ربیع الاول کا تھا مہینہ خدائے برتر سے جا ملے ہیں
مگر جنازے کی دیکھیئے تو عجب وصیت یہ کر گئے ہیں
مرا جنازہ وہی پڑھائے کبھی نہ جس نے زنا کیا ہو
یہ عصری سنت کبھی نہ چھوڑیں نہ کوئی تکبیر ہی جدا ہو
تمام مجمع تھا دنگ جیسے کہاں سے لائیں ولی ہم ایسے
مگر مریدوں میں التمش تھے جھکائے سر کو وہ آئے آگے
کہا کہ مرشد یہ کیا کیا ہے ہمارا پردہ اٹھا دیا ہے
پڑھی نماز جنازہ آخر جو حق تھا اپنا ادا کیا ہے
میں شاذ در پر گیا ہوں انکے بڑا ہی جاکر سکوں ملا ہے
ولی ہیں کامل سخی ہیں اعلیٰ تبھی تو انکا یہ مرتبہ ہے

☆☆☆

حضرت بابا فرید الدین اولیاء گنج شکر

سکون قلب لکھتا ہوں دلِ ناشاد لکھتا ہوں
فرید الدین بابا کی یہاں روداد لکھتا ہوں
ادب کے آسماں کا اک منور چاند ہیں بابا
تصوف میں بڑا ہی مرتبہ ہے آپ نے پایا
کبھی ملتان میں قاضی جمال الدین سید تھے
شریکِ ہم سفر قرسم سے الفت خوب تھے کرتے
کبھی کابل سے آئے تھے وہیں انکا قبیلہ تھا
کبھی تو غزنوی محمود سے بھی انکا رشتہ تھا
عمر فاروق اعظم سے نسب انکا بھی ملتا ہے
تبھی تو روئے انور آپ کا ہر روز کھلتا ہے
خدا نے کر دیا انکو عطا اک چاند سا بیٹا
بڑے ہی پیار سے پھر نام بھی مسعود تھا رکّھا
فرید الدین تھا انکا لقب سارے زمانے میں
یقیناً آپ تھے سید یہاں اپنے گھرانے میں
نمازیں کم سِنی میں آپ کی ماں نے پڑھائی ہیں
بہت سی دین کی باتیں بھی بیٹے کو سکھائی ہیں

نمازیں تم پڑھو بیٹا خدا تم کو شکر دیگا
دعائیں مانگ لو رب سے دعاؤں میں اثر دیگا
مصلے کے تلے رکّھی شکر کی روز اک پڑیا
شکر لیکر بہت خوش تھا یہ ماں کا ننھا شہزادا
شکر کو رکھنا ماں اک دن اچانک بھول بیٹھی تھی
خیال آتے ہی ماں نے خوب رورو کر دعا کی تھی
خدا یا لاج رکھ لینا شکر میں رکھنا بھولی ہوں
مرا بیٹا نہ یہ سمجھے کہ میں بیحد ہی جھوٹی ہوں
اٹھایا جب مصلہ تو شکر موجود پائی تھی
خوشی سے ماں نے پھر تو خوب ہی رب کی دہائی دی
اسی دن سے لقب گنج شکر بھی آپ نے پایا
کرشمہ یہ دعا نے ماں کی دیکھو خوب دکھلایا
شروعاتی جو تھی تعلیم وہ مسجد میں پائی تھی
تصوف کی رمق بچپن سے ہی دل میں سمائی تھی
پھر اسکے بعد کی تعلیم کو کندھار میں آئے
تصوف کے سبھی اوصاف سب نے آپ میں پائے
کئی ملکوں میں جاکر آپ نے تعلیم حق پائی
نبی کے عشق کی کیا شان ہے یہ سب کو دکھلائی

ملے بختیار کاکی سے تو زانو طے کئے اپنے
مرادیں مل گئیں دل کی سبھی پورے ہوئے سپنے
اجودھن کو سنوارا تھا اجودھن کو نکھارا تھا
یہاں پر کفر قائم تھا خدا کا ہی سہارا تھا
اُبالی گھاس جنگل کی اسی کو آپ نے کھایا
شکم کو بھوکا رکھ رکھ کر خدا کا دین پھیلایا
بڑی تعداد میں اسلام والے کر دئے پیدا
نظام الدین صابر آپ پر دل سے ہوئے شیدا
کلیجے سے لگا کر آپ نے رکّھی تھی دہشت تو
شکایت کا کوئ موقع ملا نا پیر و مرشد کو
خلیفہ آپ قطب الدین کے محبوب پیارے ہیں
سمندر پیر و مرشد ہیں خلیفہ انکے دھارے ہیں
وفاتِ مرشدی پر آپ ہی تو جا نشیں پائے
سبھی احکام مرشد کے عمل میں خوب ہیں لائے
ہوئے ہیں سلسلہ ئے چشتیہ کے تیسرے رہبر
تصوف کے سمندر کے بڑے نایاب ہیں گوہر
خلیفہ ہیں علاءالدین صابر کلیری انکے
خلیفہ ہیں نظام الدین آخر آپ کے دم سے
خلیفہ آپ کے تیسرے مولانا بدرالدین

گئے دہلی مگر دہلی نہ انکو راس آئ تھی
ہاں تہذیب جو دیکھی تو بس رب کی دہائ دی
کہا یہ دہلی والوں نے اسے رہبر نہ مانیں گے
یہ لڑکا ہے اسے ہم پیشوا ہر گز نہ جانیں گے
سلیقہ دیکھ کر دہلی کا یہ واپس چلے آئے
اجودھن کی زمیں سے آپ پھر دنیا میں ہیں چھائے
زباں پنجابی تھی انکی اسی میں شعر کہتے تھے
کئ شاگرد تھے انکے جو انکے ساتھ رہتے تھے
یہ پنجابی زباں کے با خدا وہ پہلے شاعر ہیں
سبھی عیب و محاسن میں قسم سے خوب ماہر ہیں
کہیں پنجابی لکھتے تھے کہیں یہ عربی لکھتے تھے
کہیں یہ فارسی لکھتے کہیں یہ ہندی لکھتے تھے
انہیں قوالی سن نے کا بڑا ہی شوق پیارا تھا
تصوف کے کلاموں کو بہت دل سے سنوارا تھا
اجودھن میں تھا اک قاضی حسد جو انسے رکھتا تھا
یہ بابا چھوڑیئے بابا کے بچوں کو ستاتا تھا
یہ عالم خود کو کہتا ہے مگر یہ گانے سنتا ہے
سبھی نے اسکو جانچا ہے سبھی نے اسکو پرکھا ہے

کسی بھی طور بدلے میں برا ہرگز نہ کہتے تھے
سبھی کے تانے سنتے تھے سبھی کا ظلم سہتے تھے
عوام الناس کی الفت جگر میں خوب پالی تھی
یہ دنیا ہر طرح سے خوب انکی دیکھی بھالی تھی
یہاں اقبال ذریں آپ کے تحریر کرتا ہوں
مصور تو نہیں پھر بھی میں اپنا رنگ بھرتا ہوں
ہر اک انساں میں کمتر وہ جو بس کھانے میں رہتا ہے
حقیقت چھوڑ کر جو جھوٹ کے دھارے میں بہتا ہے
جو اپنے نفس کو شہرت کی خاطر مار دیتا ہے
سمجھ لو وہ بزرگی کو ہی ٹھوکر مار دیتا ہے
بھلے فاقے سے مر جاؤ مگر نا ہاتھ پھیلاؤ
زباں کا ذائقہ کیا ہے زباں کو ہی بھلا جاؤ
وہ دل مردہ سمجھتا ہوں جہاں خوف خدا نا ہو
ولی اس شخص کو سمجھو جہاں لالچ نہ پلتا ہو
بہانہ تم تلاشو ہر جگہ اچھائی کرنے کا
بدی کرنے سے پہلے یاد کر لو دن بھی مرنے کا
سہارے پر کسی کے تم کبھی ہر گز نہیں جینا
کبھی کم ظرف مایوسی کا ہر گز زہر نا پینا
عبادت خوب کرتے تھے جماعت سے نمازیں تھیں

مراقب پر عبور انکو وظائف پر نگاہیں تھیں
محرم پانچ تھا اس دن کہ بےچینی ہوئی معلوم
اچانک جی سا گھبرایا طبیعت ہو گئی مغموم
اچانک سے عشاء پڑھ کر عجب بے ہوشی طاری تھی
انہیں ایسا لگا اب تک عشاء ہی انکی جاری تھی
یہ بدرالدین سے بولے عشاء میں نے پڑھی ہے کیا
کہا حضرت جماعت سے پڑھی ہے آپ نے واللہ
کہا پھر سے پڑھاؤ تم عشاء اب ہمکو بدرالدین
عشاء کی اس طرح انکو پڑھا دی تھی نمازیں تین
وضو کا پانی منگوایا نوافل دو پڑھے پھر سے
خدا کے ذکر سے لمبے کئے تھے آپ نے سجدے
خدا کا ذکر کر کر کے خدا کو کر لیا حاصل
اسی سجدے کی حالت میں خدا کو ہو گئے واصل
مزار پاک انکا شاہ تغلق نے ہے بنوایا
مریدوں میں ہے وہ انکے یہی تو سب کو سمجھایا
جسے ملتان کہتے ہیں وہی تو انکی بستی ہے
عطا انکی ہے اے رمزی بتا کیا تیری ہستی ہے

☆☆☆

حضرت علاؤالدین صابر کلیری

نبوّت ختم ہے بیشک ولایت ہے قیامت تک
مرا اسلام زندہ ہے حقیقت میں ہدایت تک
تصوف میں بہت اعلےٰ یقیناً ذات ہے اس کی
جسے پیکر کہوں صبر و رضا کا بات ہے اس کی
وہ ہے افغان میں قصبہ ہرات اس کو کہا جاتا
وہاں رب کے سپاہی ایک عبد اللہ کا سایہ تھا
وہاں وہ اپنی بیوی ہاجرہ کے ساتھ رہتے تھے
عبادت ہی میں رہتے تھے کسی سے کچھ نہ کہتے تھے
خدا کے فضل سے پھر ایک بچہ انکے گھر آ یا
زمانے بھر کی خوشیاں با خدا وہ ساتھ میں لایا
علاؤالدین اسکا نام رکّھا سب نے حسرت سے
بڑا صدمہ ملا بچپن میں ہی والد کی رحلت سے
اجودھن وہ جگہ ہے جس جگہ پر بھائی رہتے تھے
فریدالدین تھے لیکن لقب گنجِ شکر رکھتے
چلیں پھر ہاجرہ بیٹے کو لیکر بھائی کے گھر پر
ولایت ملنے والی تھی خدا شاہد اسی در پر
ولی تھے آپ کے ماموں فریدالدین پائے کے
قسم اللہ کی ہر دن یہاں رحمت کے سائے تھے
بہن بولی مرے بھائی علاؤالدین کو رکھ لو

کرو تم پرورش اسکی سکھاؤ علم بھی اسکو
فریدالدین پھر بولے یہ بچہ اک ولی ہوگا
زباں سے جو بھی کہہ دے گا یقیناً بس وہی ہوگا
حفاظت میں فریدالدین کی آئے علاؤالدین
علومِ ظاہری پڑھنے میں گزرے ہیں برس بس تین
علومِ باطنی بھی آپ نے ماموں سے سیکھا ہے
بڑا ہی مختلف دنیا نے دیکھا ایسا بچہ ہے
فریدالدین بولے آج سے لنگر کھلاؤ گے
غریبوں کو کھلا کر تم بڑی نیکی کماؤ گے
اچانک بعد مدت کے جو واپس آئیں ماں انکی
نظر بیٹے پہ جب ڈالی حلق میں آئی جاں انکی
کہا پھر بھائی سے جاکر یہ کیا حالت بنائی ہے
ہوا ہے سوکھ کر کانٹا مرا بیٹا دہائی ہے
کہا پھر بھائی نے میں نے اسے لنگر پہ رکّھا تھا
علاؤالدین بولے میں نے کب لنگر کو چکّھا تھا
مجھے یہ حکم تھا کہ میں یہاں لنگر کھلاؤں گا
مجھے یہ کب کہا تھا میں یہاں کھانا بھی کھاؤں گا
یہ سنتے ہی فریدالدین نے سینے سے چپٹایا
لقب ہے آج سے صابر جہاں میں تم سا نہ پایا

لگے ماموں کے سینے سے تو حاصل کر لیا کیا کیا
غضب صبر و تحمل تھا کیا ہے فاقہ در فاقہ
مزاجِ آتشی قہر و غضب آنکھوں میں بھر آیا
ریاضت اور مراقب آپ کا ذاتی تھا سرمایہ
بہن پھر بھائی سے بولی مجھے بیٹی عطا کردو
خدیجہ کو مرے صابر کی بیوی با خدا کردو
فریدالدین بولے اسکو شادی کی خبر کیا ہے
کبھی تم غور سے دیکھو ذرا اسکی نظر کیا ہے
بہن کی ضد کے آگے کر لیا منظور شادی کو
انہیں معلوم تھا کر دینگے کوہِ طور شادی کو
گئے حجرے میں تو دیکھا کہ دلہن ایک بیٹھی ہے
کہا تُو کون ہے مجھکو بتا تو کس کی بیٹی ہے
خدیجہ نے کہا سرتاج میں ہوں آپکی بیوی
ابھی کچھ دیر پہلے ہی عزیزوں میں ہوئی شادی
کہا صابر نے دیکھو میں فقط اللہ والا ہوں
نہ کوئی چاندنی مجھ میں نہ میں دن کا اجالا ہوں
نظر بیوی پہ جب ڈالی عجب منظر تھا ڈر والا
جلالِ بیخودی نے ایک پل میں خاک کر ڈالا

اچانک والدہ آئیں تو دیکھا خوف کا منظر
کہا میں بھائی سے اپنے کہوں گی آج کیا جاکر
بہت گہرا لگا صدمہ بلکھکر خوب روئی ہیں
اسی صدمیں میں آخر کو وہ عبدی نیند سوئی ہیں
پھر اسکے بعد تو صابر بس اک حجرے میں جا بیٹھے
کبھی دہلیز پر نو سال تک دن رات نہ دیکھے
بنا کھائے پیئے حجرے میں بیٹھے آپ گم سم تھے
فریدالدین نے دیکھا تو استغراق میں گم تھے
فریدالدین نے کانوں میں انکے دم کیا پڑھ کر
اچانک کھول دیں آنکھیں وہیں پر آپ نے بڑھ کر
نکالا آپ کو باہر عطا خرقہ خلافت کی
سند لکّھی کہا لو آپ کو جانا ہے اب دہلی
کہا ہانسی چلے جاؤ جمال الدین سے کہنا
سند پر بس مہر لینا وہاں کچھ روز نہ رہنا
سند لیکر جمال الدین کی خدمت میں حاضر تھے
بڑی خاطر کی حضرت نے یقیناً ہی محبت سے
سبھی حالات پوچھے آپ نے صابر سے مرشد کے

ہوئے دل کھول کر آپس میں دونوں کے بہت چرچے
اسی دوران آخر ہو گیا تھا وقت مغرب کا
نمازِ مغربی پڑھ کر مہر کا ہی تقاضہ تھا
مہر لگنے ہی والی تھی دیا خود بجھ گیا اس دم
دیا جب دوسرا لائے تو وہ بھی ہو گیا برہم
جمال الدین یہ بولے مہر میں کل لگا دونگا
تو صابر پاک یہ بولے کہ اب میں رُک نہ پاؤں گا
سراپا ہو گیا جیسے بدن میں وجد سا طاری
پڑھا کچھ آپ نے انگلی پہ پڑھ کر پھونک جو ماری
میری انگلی ہوئی روشن اجالا ہی اجالا ہے
مہر ثبت کر دیجے مجھے کل صبح جانا ہے
مال الدین ہانسی نے غضب یہ ماجرہ دیکھا
سند کو ہاتھ میں لےکر اچانک چاک کر ڈالا
جمال الدین پھر بولے عجب منظر دکھادو گے
مرا ایمان کہتا ہے کہ دہلی کو جلا دو گے
جلالی ہو گئے صابر غضب آنکھوں میں بھر آیا
کبھی سوچا نہیں تھا وہ ہی منظر سامنے پایا
سند کو تم نے میری بے خطا ہی چاک کر ڈالا
تمہارا دیکھو میں نے سلسلہ ہی چاک کر ڈالا

کہا مامو سے سب جا کر حقیقت جو بھی گزری تھی
وہیں پر پیر و مرشد نے سند پھر دوسری لکھی
کہا کلیر چلے جاؤ علاقہ وہ تمہارا ہے
وہاں مخلوق نے جیسے تمہیں روکر پکارا ہے
جہالت ہے وہاں قائم تمہیں اسکو مٹانا ہے
خدا کی شان و عظمت کا تمہیں ڈنکا بجانا ہے
بڑی ہی شان و شوکت کا نرالا شہر تھا کلیر
مگر حقّانیت کا اک اندھیرا شہر تھا کلیر
امیرِ شہر نے شاہِ ولایت آپ کو بولا
مگر اک شہرِ قاضی نے غضب کا زہر تھا گھولا
کہا قاضی نے جادوگر تو چہرہ کھل گیا ایسا
مرے حق میں رسولِ پاک کی سنّت ہوئی تازہ
لکھا خط پیر و مرشد کو سبھی حالات بتلائے
مگر پھر پیر نے بھی صبر کے اسباب سمجھائے
مگر علماء و امراء ہو گئے تھے آپ کے دشمن
لکھا خط پیر کو پھر سے کروں کیا اب مرے ساجن
تمہارا شہر بکری ہے اسے جیسے چراؤ تم
اجازت ہے اگر چاہو تو اسکا گوشت کھاؤ تم

جوابِ پیر پڑھ کر آپ جب مسجد میں آئے تھے
سبھی علماء نے مل کر آپ مسجد سے بھگائے تھے
کہا پھر آپ نے کیوں خود کو لوگو غرق کرتے ہو
خدا کا گھر ہے اس میں کس لئے تم فرق کرتے ہو
سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے علماء آپ کا دھندا
خدا کے گھر میں تو آیا کریں بن کر کبھی بندہ
ہوا جب ختم خطبہ تو کہا مسجد سے جھلاّ کر
کھڑی کیوں ہے اے مسجد تو بھی تو اک بار سجدہ کر
سنا مسجد نے تو فوراً ہی وہ سجدے میں آئ تھی
عجب منظر وہاں دیکھا تباہی در تباہی تھی
عوامِ وقت سب آئے کہ حاجت ہے معافی کی
مگر صابر نے مولا سے دعا ویران کی کر دی
قہر طاعون کا آیا عجب سی افراتفری تھی
ہر اک لمحہ پریشانی گھڑی ہر اک مصیبت کی
بچا کر جان کو بھاگے سبھی اونچے پہاڑوں میں
نظر آتا نہیں تھا کوئ بھی سنسان راہوں میں
فریدالدین نورالعارفین کے جا نشیں ہیں
اسی بزمِ سماعِ وجد کے روح الامیں ہیں آپ
نہ دنیا انکو پیاری تھی نہ دنیا والے پیارے تھے آپ

فقط ذکرِ خدا تھا اور خدا کے ہی نظارے تھے
زباں سے جو نکل جاتا وہ پورا ہو کے ہی رہتا
ستاتا آپ کو جو بھی ستم وہ خود بھی تھا سہتا
نظام الدین کے در سے مرید اک انکا جب آیا
کہا اسنے یہ شمس الدین ہی کیا آپ کو بھایا
مرے مرشد کی دیکھو تو مریدوں کی قطاریں ہیں
سمجھ لیجے کہ جیسے آسماں کے سب ستارے ہیں
تمہیں جو سوچنا ہے سوچ لو مرضی تمہاری ہے
ہزاروں چاند تاروں پر مرا اک شمس بھاری ہے
نظام الدین سے آکر کہا پھر اسنے سب قصہ
کہا کم عقل تونے کر دیا حضرت کو رنجیدہ
ادب سے پیش آنا اب نہیں کرنا یہ نادانی
انہیں سمجھو مقرّب بارگاہِ شانِ ربّانی
بہتّر سال کی عمرِ عزیزی آپ نے پائی
غموں کی ایک بدلی سی زمانے پر مگر چھائی
مزارِ پاک صابر کا اسی کلیر میں قائم ہے
یہاں فیضان کا دریا یقیناً انسے دائم ہے
کوئ دو سَو برس قبرِ مبارک تھی یہ پوشیدہ
کوئ جو اس طرف جاتا تو جل کر راکھ ہو جاتا

یہ عبدالحق تھے گنگوہی مزارِ پیر دادا پر
سفائ کر رہے تھے یہ وہاں اپنا جھکا کر سر
تبھی آواز یہ آئ ہماری بھی سفائی کر
سنی آواز تو بیشک مگر پہچان سے باہر
جو عبدالحق مراقب میں گئے تو بھید یہ پایا
قسم اللہ کی مجھکو مرے صابر نے بلوایا
کئ ساتھی کئے شامل مزارِ پاک پر پہنچے
نظر آیا مزارِ پاک تو سب نے قدم چومے
دعا سے آپ کی صابر پیا ٹھنڈے نظر آئے
محبت اور شفقت کے یہاں چشمے ابھر آئے
مزارِ پاک پر سب نے یہاں قرآن خوانی کی
یہاں لنگر کرایا اور کھل کر عام دعوت دی
خدا کا شکر ہے تب سے یہاں فریادی آتے ہیں
مرادیں لے کے آتے ہیں تو دامن بھر کے جاتے ہیں
خدا کے جاں نثاروں کی یہی پہچان ہوتی ہے
یہی دنیا مگر اے شاؔذ پھر مہمان ہوتی ہے

☆☆☆

حضرت نظام الدین اولیاء

محافظ ہیں ولی اسلام کے رب کے سپاہی ہیں
انہیں تعظیم سے دیکھو یہ محشر کی گواہی ہیں
ہے چشتی سلسلہ جنکا حسینی ہے نسب جنکا
یہ محبوبِ الٰہی ہیں نظام الدیں ہے نام انکا
یہ ہیں احمد بخاری جو بخارہ شہر سے آئے
گھرانا انکا سید ہے بدایوں شہر میں چھائے
زلیخا انکی بیوی ہیں بڑی ہی نیک سیرت ہیں
فقط چہرہ نہیں انکا یہ دل سے خوبصورت ہیں
عطا رب کی ہوئ ان پر ملا ہے اک ولی ان کو
خدا نے دے دیا جیسے سخی ابنِ سخی ان کو
نظام الدین اسکا نام تھا اپنے گھرانے میں
ہوا مشہور محبوبِ الٰہی کل زمانے میں
نظام الدین چھوٹے تھے ابھی کم سن تھے بچے تھے
برس تھا پانچواں والد خدا کے پاس پہنچے تھے
مگر بی بی زلیخا نے سبھی کا سُوت کاتا ہے
بڑی محنت سے اپنے لاڈلے بیٹے کو پالا ہے

شروعاتی پڑھائی تو بدایوں میں ہی کر لی تھی

کلام اللہ کی دولت خود اپنے دل میں بھر لی تھی

یہی ہیں چاند مشرق کے کمال الدین یہ بولے

نجیب الدین حضرت نے وہیں دہلی کے در کھولے

بڑی صحبت اٹھائی ہے نجیب الدین حضرت کی

عبادت نیک نامی میں خودی سے خوب حجت کی

علومِ ظاہری لیکر اجودھن کو گئے حضرت

مقیم اس وقت اجودھن میں فرید الدین تھے حضرت

فرید الدین بابا نے گلے سے خود لگایا ہے

جو باطن تھا علوم و فن سبھی انکو سکھایا ہے

ہوئے بیعت فرید الدین سے قسمت سنواری تھی

خلیفہ بھی بنے آخر خلافت کی ہی باری تھی

ابھی کچھ اور دن ٹھہرے کتابیں اور پڑھنا تھیں

تصوف کے کئی زینوں کی سیڑھی اور چڑھنا تھیں

کہا پھر پیر و مرشد نے خلیفہ دہلی کو جاؤ

ضرورت ہے تمہاری تم وہاں پر دین پھیلاؤ

مجاہد آپ عالی تھے مراقب آپ کرتے تھے

نبی سے پیار کرتے تھے خدا سے خوب ڈرتے تھے

زمانہ تیس برسوں کا بہت ہی سخت کاٹا ہے

بنا سحری کا روزہ آپ نے ہر روز رکّھا ہے

مریدوں نے کہا حضرت یہ کم افطار کرتے ہیں

تو حضرت نے کہا دنیا میں کتنے بھوکے مرتے ہیں

خدا کے فضل سے شہرت ہوئی فیضان و عرفاں کی

سکوں اقوام نے پایا بڑی بیزار و نالاں تھی

حصولِ خیر و برکت کے لئے سب لوگ آتے تھے

ہوں شاہِ وقت یا امرا سبھی فیضان پاتے تھے

ہزاروں من کا لنگر روز ہی اس در پہ ہوتا تھا

یہاں پر جو بھی آجائے کبھی بھوکا نہ سوتا تھا

ہوئے بیمار جب حضرت بلا کی تھی یہ کمزوری

اچانک ٹوٹنے والی تھی سانسوں کی یہی ڈوری

کہا اقبال خواجہ سے جو تھے لنگر کے داروغہ

کھلاؤ پیٹ بھر سب کو مرے لنگر سے تم کھانا

بچا ہے جو بھی راشن وہ سبھی تقسیم کر ڈالو

کوئی لالچ نہ تم اقبال اپنے دل میں اب پالو

خلیفہ ہیں بڑے مشہور جن کو خسرو کہتے ہیں

خلیفہ ہیں نصیر الدین جو دہلی میں رہتے ہیں

ذرا سی اس علالت میں نظام الدیں ہوئے رخصت

بڑا دل سوز منظر تھا ہر اک دل میں ہوئ دہشت
کتابیں چار چھوڑی ہیں یہی تو کل اثاثہ تھا
نہ تھا افسوس کچھ انکو نہ کوئ دکھ ذرا سا تھا
نظام الدین کا صدقہ عطا کر دے مرے مولا
مرا یہ خالی کاسہ ہے اسے بھر دے مرے مولا
گناہوں کے سمندر میں ترا یہ شاذ ڈوبا ہے
توصل سے انہیں کے راضی ہو جا مجھ سے روٹھا ہے

☆☆☆

حضرت امیر خسرو رحمت اللہ علیہ

جہاں تغزل وہیں تصوف ہے کون ایسا جہاں میں سوچو
تڑپ کے دل نے یہی پکارا امیر خسرو امیر خسرو
امیر سیفی تھے ایک ترکی وہ کر کے ہجرت جو ہند آئے
وہ آگرہ میں قیام کر کے یہاں کی فوجوں میں تھے سمائے
بڑے لڑاکا بڑے بہادر تو کافروں سے ٹھنی ہوئ تھی
وہاں کے شاہوں میں انکا چرچا غضب کی شہرت بنی ہوئ تھی
مقام اعلی انہوں نے پایا یہیں پہ اپنا ہے گھر بسایا
ضلع ہے ایٹا پٹالی گاؤں یہ آگرہ کے قریب پایا
نکاح دہلی میں ہو گیا ہے یہ فوجی رشتہ قرار پایا
خسر بھی فوجی کمال انکے کمال انکا تھا سر پہ سایہ
ہ التمش کا نظام شاہی بسی تھی فطرت میں خانقاہی
خدا کے فضل و کرم سے پایا یہیں پہ بیٹا بہ فیض الہی
رکھا تھا والد نے نام اسکا بڑے جتن سے یمین الدولہ
امیر خسرو سے مل گئ ہے جہاں میں شہرت رضائے مولا
ابھی تو سن تھا یہ آٹھ سالہ اٹھا ہے والد کا سر سے سایہ
یہ پھر تو دہلی میں آ گئے ہیں یہاں پہ نانا نے انکو پالا

یہ دور وہ تھا کہ شہرِ دہلی میں تختِ شاہی پہ التمش تھا
یہیں پہ درباری انکے نانا یہ قرب شاہی بھی خوب پایا
مگر حکومت سے دور بھاگے تھا خانقاہی مزاج انکا
یہ شاعری میں رچے بسے تھے تھا موسیقی سے عجیب رشتہ
پناہ پائی نظام خواجہ جو اولیاء کی صفت ہیں رکھتے
یہ پیر و مرشد پہ واری جائیں تو پیر و مرشد ہیں ان پہ صدقے
ادب کے ماہر سخن کے ساحر یہ موسیقی کا سرور کیا ہے
عجیب صوفی غضب تصوف یہ پیر انکا کوئی نشہ ہے
کہیں پہ غزلیں کہیں پہ دوہے کہیں پہ نعتیں کہیں پہ حمدیں
یہ پی کے بیٹھے ہیں شاعری میں قسم خدا کی تمام صنفیں
کمال انکی ہے نثر دیکھو لکھے انوکھے مضامیں دیکھو
صحافتی ہے مزاج انکا کمالِ فن کا کمال سوچو
کہیں پہ تبلا بنا دیا ہے ستار کو بھی جلا ہے بخشی
یہ راگ اپنے بنا رہے ہیں یہ راگنی بھی عطا ہے انکی
یہ مثنوی کے بنے ہیں بانی لکھا ہے خمسہ بھی سب سے پہلے
ہر ایک صنفِ سخن پہ لکّھا لکھے ہیں دوہے بہت ہی پیارے
کہیں پہ بنگلہ کہیں پہ اردو کہیں پہ عربی کہیں پہ ترکی
سبھی زبانیں ہیں انکو ازبر بہت ہے پیاری زبان ہندی

بنے ہیں اردو کے پہلے شاعر یہی غزل کے ہیں پہلے شاعر
مثال کجری لکھی انہوں نے کئی فنوں میں ہوئے ہیں ماہر
ہے سات شاہوں کا دور دیکھا لکھی ہے تاریخ بھی غضب کی
انہیں کی کوشش کا ہے نتیجہ ملی ہے صورت ہمیں ادب کی
کہیں کہانی کہیں پہ قصّے کہیں فسانے لکھے انہوں نے
کہیں سُروں کے ہیں تار چھیڑے جدید نغمے رچے انہوں نے
ادھر ہیں مرشد ادھر ادب ہے خدا ہی جانے یہ کیا سبب ہے
طبیب انکے ہیں پیر پیارے یہ خانقاہی نیا مطب ہے
بلا کی الفت ہیں پیر کرتے تو یہ بھی دم ہیں انہیں کا بھرتے
بہادری میں تو یہ غضب ہیں مگر یہ مرشد سے خوب ڈرتے
کہا تھا مرشد نے انکے بارے امیر خسرو ہیں اتنے پیارے
اگر شریعت جو دے اجازت رکھوں لحد میں مَیں دو جنازے
محبتوں کے پیام لکّھے یہ پیر و مرشد کے نام لکّھے
ہر ایک لمحہ ہر ایک پل میں تڑپتے دل سے سلام لکّھے
پھر ایک دن تو نظام بولے خدا جو پوچھے کیا لے کے آیا
کہوں گا فوراً امیر خسرو امیر خسرو مرے خدا یا
نظام بولے اے میرے مولا مرید میرا بہت ہے بھولا
لگی ہے سینے میں آگ اسکے اسی کا مجھکو تو دے دے صدقہ
سوال لاکھوں کھڑے ہوئے ہیں جواب کوئی نظر نہ آیا

دنوں میں شاہی فریضہ دیکھا شبوں میں مرشد کا سر دبایا
کتابیں لکھّیں تو کیسے لکھّیں کہاں سے اتنا ہے وقت پا یا
یہ موسیقی بھی کہاں سے سیکھی کہاں پہ گایا کہاں بجایا
کہا ہے مرشد نے میرے پیارے نہ جاؤں جنت میں بن تمہارے
گواہ سورج بنا لیا ہے گواہ میرے ہیں چاند تارے
جو پیر و مرشد ملے خدا سے امیر خسرو گئے تھے باہر
ملی خبر تو پھر آئے واپس لپٹ کے روئے لحد سے جا کر
جو تھا اثاثہ سبھی لٹایا مزارِ مرشد سے دل لگایا
عجیب حالت ہوئی تھی انکی کرم خدا یا کرم خدا یا
یہ پیر و مرشد کا ہیں نگینہ جئیے ہیں پھر تو یہ چھ مہینہ
فراق دیکھے جو کوئی انکا قسم خدا کی چھوٹے پسینہ
مزار انکا وہیں بنا ہے جہاں پہ مرشد نے کہہ دیا ہے
اے عشق تیری وہ انتہا تھی اے عشق تیرا یہ مرتبہ ہے
قلم اٹھائے جو شاذ رمزی لکھے بزرگوں کی جو صدا ہے
نبی کے عاشق نبی کے پیرو نبی سے ہی ان کا سلسلہ ہے

☆☆☆

حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تصوف کے سمندر کا گہر نایاب پایا ہے
یہ ہے محمود اس پر تو نظام الدیں کا سایہ ہے
خراسانی وطن سے جب یہاں عبد الطیف آئے
زمیں لاہور تھی پہلے جہاں خیمے لگائے تھے
یہاں بیٹا ہوا تو نام اسکا یحییٰ رکھا
تو فیض آباد جانے کا ارادہ کر لیا پکا
یہاں پر مستقل رہ کر اسے اپنا وطن مانا
یہیں بیٹے کی شادی کی پھلا پھولا گھرانہ تھا
خدا کے فضل سے انکے بھی گھر میں آ گیا بچہ
سبھی نے پیار سے محمود اس کا نام تھا رکھا
ابھی تھے نو برس کے اور یتیمی نے انہیں گھیر
ااچانک اٹھ گیا تھا انکے سر سے باپ کا سایہ
شروعاتی جو تھی تعلیم فیض آباد میں پائی
مکمل کر چکے تھے جو یہاں ظاہر پڑھائی تھی
جو انکی والدہ تھیں زاہدہ تھیں عابدہ تھیں وہ
وہی تقویٰ ریاضت ہی سکھایا اپنے بیٹے کو

رہے پھر نو برس درویش کامل کی پناہوں میں
جماعت ایک نا چھوٹی کمی کب تھی نمازوں میں
خیال آیا مجھے بھی اپنا آقا چاہیے اب تو
مریدوں میں رہوں کسکے بناؤں پیر میں کسکو
تتالس سال کی تھی عمر جب دہلی میں آئے تھے
نظام الدین خواجہ ہی تو انکے دل کو بھائے تھے
کہا حضرت کی خدمت میں غلامی میں مجھے لے لیں
خدا کا واسطہ حضرت مجھے اپنا ہی اب کہہ دیں
نظام الدین حضرت نے کیا بیعت انہیں دل سے
نصیرالدین کا پایا لقب ہے آپ سے مل کے
محبت سے کبھی انکو چراغ دہلی کہتے تھے
ہمیشہ آپ تو بس پیر کی خدمت میں رہتے تھے
عبادت اور ریاضت میں ہمیشہ رہتے تھے مشغل
ہمیشہ روزہ رکھنے کا بنایا آپ نے معمول
علوم باطنی سیکھے ہیں سارے پیر و مرشد سے
سبھی پوشیدہ دیکھے ہیں نظارے پیر و مرشد سے
کہا اک دن اچانک آپ نے یہ بھائی خسرو سے
مجھے دن رات چبھتے ہیں نظارے اب تو دنیا کے
اجازت آپ دلوا دیں یہ مجھکو پیر و مرشد سے
نظارے دیکھنا چاہوں کسی ویران جنگل کے

بتایا ہے ارادہ پیر کو یہ جا کے خسرو نے
بلایا پیر نے انکو بٹھایا پاس میں دل سے
کہا دنیا میں رہنا ہے ستم بھی ہنس کے سہنا ہے
کبھی جنگل میں نا جانا مرا بس اتنا کہنا ہے
ارادہ ترک کر ڈالا وہیں جنگل میں جانے کا
کبھی مرشد کی چوکھٹ تھی کبھی مادر کا سایہ تھا
اچانک والدہ نے اس جہاں کو خیر کہہ ڈالا
پہاڑوں کے برابر غم مصیبت سے پڑا پالا
ہوئے واپس یہاں دہلی قدم مرشد کے چومے ہیں
کسی حجرے میں رہتے ہیں بڑے باطن نظارے ہیں
بڑا تھا ناز مرشد کو یہ میرا جا نشیں ہوگا
خدا جانے کہ مرشد نے بھلا کب کیا کہاں دیکھا
جب آیا وقت آخر تو انہیں مرشد نے بلوایا
وہ میرے پاس آ جائے یہی لوگوں سے کہلایا
کہا گنج شکر کی ہر امانت تم کو دینی ہے
ابھی تک تو جو میری تھی وہی دہلی تمہاری ہے
عطا خرقہ کیا انکو مصلہ اور عصا بخشا
عطا کر دی انہیں تسبیح اور لکڑی پیالا تھا
پھر اس کے بعد تو جیسے ہدایت بام پر ائی
منور ہو گیا سینا وہ بدلی نور کی چھائی

خلیفہ ہیں بہت انکے مریدوں کا تو میلہ ہے
ہزاروں پر یہاں بھاری مرید انکا اکیلا ہے
مریدوں کو نصیحت آپ کی بس اتنی ہوتی تھی
شریعت کے بنا دیکھو طریقت کچھ نہیں ہوتی
شریعت غسل ہے ایسا بدن یہ پاک ہوتا ہے
طریقت غسل ہے ایسا یہ دل کا میل دھوتا ہے
حقیقت غسل ہے ایسا یہ باطن صاف کرتا ہے
وہی مومن ہے دنیا میں جو اپنے رب سے ڈرتا ہے
جب آیا وقت آخر تو وصیت آپ نے کر دی
میرے سینے پہ خرقہ ہو بغل میں ہو مری جوتی
یہ کاسہ سر کے نیچے ہو تو ہو تسبیح ہاتھوں میں
عصا پہلو میں رکھ دینا نہیں آنا ہے باتوں میں
ہدایت کرتے ہی حضرت نے اپنی راہ لے لی ہے
جہاں آرام کرتے ہیں زمیں وہ شاذ دہلی ہے

☆☆☆

بندہ نواز گیسو دراز

یہ تذکرہ ہے دوستوں بندہ نواز کا
کرتا ہوں اب بیان میں گیسو دراز کا
یوسف حسینی آپ کے والد کمال تھے
علم و ادب میں آپ ہی اپنی مثال تھے
مرشد ہیں آپ کے نظام الدین اولیاء
پھر بھی چراغ دہلوی سے علم لے لیا
یوسف تھا نام آپ کا راجہ لقب ملا
حضرت حسینِ پاک سے نام و نسب ملا
روزہ نماز اور عبادت مثال تھی
شہرت دکن میں آپ کی راجو قتال تھی
دہلی کی سر زمین پہ تھا آپ کا قیام
بیٹا دیا جو رب نے محمد تھا اسکا نام
تغلق نے پھر تو آپ کو دکّن بلا لیا
دکّن کو پھر تو علم کا محور بنا دیا
تعلیم اپنے بیٹے کو اچھی دلائی تھی

باطن کی اور ظاہری دونوں پڑھائی کی
دہلی میں چرچے خوب تھے حضرت چراغ کے
آخر مرید ہو گئے حضرت چراغ سے
تا عمر با وفا رہے مرشد حضور کے
جلوے تمام لے لئے باطن ظہور کے
انکو لقب ملا تھا یہ گیسو دراز کا
تھا دوسرا لقب وہیں بندہ نواز کا
نفسی جہاد کر کے جہادی بنے ہیں آپ
یہ ویسے چل رہے تھے کہ جیسے چلے تھے باپ
کشفیں کرامتیں تھیں کہیں تھے مراقبے
خود کو سپردِ رب کیا رب کے ہی ہو گئے
عارف تھے اپنی ذات میں شیریں مقال تھے
حافظ تھے علم وفن کے بڑے خوش خصال تھے
کھاتے بھی کم تھے آپ تو سوتے بھی کم ہی تھے
ہر وقت جیسے آپ کو دنیا کے غم ہی تھے
شعر وسخن میں آپ کا عالی تھا اک مقام
قرآن حفظ تھا یہ احادیث بھی تمام

فقہ پہ درس دیتے تصوف عبور تھا
محبوب تھے خدا کے تو چہرے پہ نور تھا
عربی میں فارسی میں لکھیں سیکڑوں کتاب
مضمون میں نہیں تھا کوئی آپ کا جواب
ملفوظ آپ کے سبھی آئے کتاب میں
ہم جیسے اُن کو آج بھی پڑھتے نصاب میں
رکھتے تھے آپ وقت کی پابندیاں تمام
اونچا ہمیشہ رکھتے شریعت کا ہی مقام
شاہِ دکن ہیں آپ ہی گلبرگہ شہر میں
آرام گاہ آپ کی گلبرگہ شہر میں
بندہ نواز کا مجھے صدقہ ہی دے خدا
راضی ہے شاذ اس میں جو محبوب کی رضا

☆☆☆

حضرت شمس الدین شمس پانی پتی

کوئی لغزش نہ ہو جائے خدا یا تجھسے ڈرتا ہوں
میں شمس الاولیاء پانی پتی کی بات کرتا ہوں
ہے ترکستان میں قصبہ جسے سب یسوا کہتے ہیں
اسی قصبے میں تو مشہور احمد یسوی رہتے ہیں
علی کی آل سے ہیں آپ یہ شجرہ بتاتا ہے
یہ سید ہیں یہ جید ہیں نسبت انکا بتاتا ہے
یہاں اک پیر ہیں یوسف لقب ہمدانی رکھتے ہیں
کرشمے ساری دنیا نے انہیں کے خوب ہیں دیکھے
مریدوں میں انہیں کے حضرت یسوی بھی ہوتے ہیں
خلیفہ اور بھی ہیں منفرد یسوی ہی ہوتے ہیں
بنا جو سلسلہ یسوی تو اسکے آپ بانی ہیں
تصوف کے سمندر کا بڑا میٹھا یہ پانی ہیں
انہیں اس دور میں سب پیر ترکستان کہتے تھے
تصوف انکی دنیا تھی تصوف میں ہی رہتے تھے
خدا نے کر دیا انکو عطا بیٹا بہت پیارا
یہ بالکل ایسا لگتا تھا کہ جیسے باپ کا سایہ
رکھا تھا نام شمس الدیں بڑی تعلیم اعلیٰ دی
بنایا حافظِ قرآں سکھائی سب شریعت بھی

حدیثیں آپ نے سیکھیں پڑھی تفسیر فقہاء بھی
پڑھی منطق ریاضی فلسفہ ہے اور ہندسہ بھی
خیال آیا مجھے اک پیرِ کامل کی ضرورت ہے
ہر اک رشتہ یہاں باطل یہ مرشد ہی حقیقت ہے
وطن چھوڑا پھرے در در یہ پیروں میں فقیروں میں
تلاشِ پیر کو ہر سدا رکھتے یہ نظروں میں
جہاں کی خاک چھانی اور یہ کلیر میں آئے ہیں
وہی کلیر جہاں حضرت علاؤالدیں کے سائے ہیں
کہا صابر کی خدمت میں غلاموں میں مجھے لے لیں
ستایا ہوں زمانے کا جگہ قدموں میں اب دیدیں
علاؤالدین صابر نے انہیں اپنا بنایا ہے
کہا دل سے انہیں بیٹا کلیجے سے لگایا ہے
بڑی خدمت یہ کرتے تھے خوشی سے ساتھ رہتے تھے
وضو انکو کراتے تھے انہیں کھانا کھلاتے تھے
مسلسل پندرہ برسوں اسی عالم میں گزرے ہیں
علومِ باطنی سارے انہیں مرشد سے سیکھے ہیں
فریدالدین بابا سے ملاقاتیں ہوئیں اکثر
خلافت بھی عطا کر دی سمجھتے تھے انہیں بہتر
مگر یہ پیر کی آنکھوں کا اک روشن ستارہ تھے
جو دریا پیر تھے انکے تو یہ دریا کا دھارا تھے

علاؤالدین صابر جب اجل سے ملنے والے تھے
تصوف کے گلاب اس دم وہاں پر کھلنے والے تھے
کہا مرشد نے شمس الدین میرے پاس آ جاؤ
امانت تم کو دینا ہے امانت آ کے پا جاؤ
عطا خرقہ کیا انکو خلافت بھی عطا کر دی
خلیفہ تم اکیلے ہو خوشی کی انتہا کر دی
کہا بیٹا ہے میرا وقت آخر تم ذرا سن لو
نصیحت کے ہیں گل تازہ انہیں آنکھوں سے تم چن لو
مری تدفین کر کے تم یہاں پر پھر نہیں رہنا
مصائب تم کو سہنا ہے پڑے گا غم تمہیں سہنا
فقط ان تین دن میں تمکو کلیر چھوڑ جانا ہے
وہاں پر تم چلے جانا جہاں کا آب و دانا ہے
کہا مرشد کہاں جاؤں کہاں میرا ٹھکانہ ہے
کہاں وہ سر زمیں ہوگی جہاں پر آب و دانا ہے
جو ہے کرنال پانی پت وہیں پر تم کو جانا ہے
قیامت تک وہیں رہنا وہی واحد ٹھکانہ ہے
کہا جاؤں گا میں حضرت بتا دیں کس طرح کیسے
قلندر بو علی ہیں خود وہاں موجود پہلے سے
کہا پھر پیر نے آئیں گے وہ تعظیم کرنے کو
پہاڑوں نے کہاں روکا کہیں بھی ایک جھرنے کو

بس اتنا کہتے ہی مرشد نے آنکھیں بند کر لی ہیں
مریدِ خاص نے دل تھام کے پھر آہیں بھر لی ہیں
ہوا جب تیسرا دن تو اسی کلیر کو چھوڑا ہے
جہاں پر پیر و مرشد نے خدا کے ساتھ جوڑا ہے
یہ پانی پت میں جا پہنچے بڑی انجان بستی تھی
ٹھکانہ کوئی رہنے کا سر پر چھت ذرا سی تھی
کسی دیوار کے سائے میں تھک کر سو گئے حضرت
تصوف کی خلاؤں میں ہی جیسے کھو گئے حضرت
ادھر مخدوم شرف الدیں قلندر بو علی بولے
مرے مہمان آئے ہیں خدا نے راستے کھولے
قلندر بو علی نے پھر لیا رختِ سفر اپنا
کہا بستی میں وہ آیا ہے جو نور نظر سب کا
ملا ہے حکم یہ مجھکو نہیں میں اب یہاں ٹھہروں
ولایت اس علاقے کی نئے مہمان کو دے دوں
کہا جاؤ وہاں دیوار سے مہمان بیٹھے ہیں
اسی حجرے میں ٹھہراؤ جہاں پر ہم ہی رہتے ہیں
کئی قاری بنائے ہیں کئی حافظ بنائے ہیں
مبلّغ بن کے اب حضرت دلوں میں ہی سمائے ہیں
یہیں رحلت ہوئی انکی یہیں آرام کرتے ہیں
ابھی تک یہ صفت ہے شاؔذ فیضِ عام کرتے ہیں
***

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

مرحبا صد مرحبا اے اعلیٰ حضرت مرحبا
ساری دنیا مانتی ہے آپ کو احمد رضا
مولوی تھے اک نقی خاں اس بریلی شہر میں
معتبر اک نام رکھتے تھے وہ سارے دہر میں
آ گئے کندھار سے کرنے تجارت ہند میں
وہ رکے لاہور میں کچھ روز جاکر سندھ میں
آپ کے اجداد کو شہرِ بریلی بھا گیا
آپ کا کنبہ یہاں پر شہر بھر میں چھا گیا
اہلیہ تھیں آپکی انکا حسینی نام تھا
بس خدا کو یاد کرنا ہی تو انکا کام تھا
تین بیٹی تین بیٹے آپ کے تھے مرحبا
ایک بیٹا خوبرو تھا نام تھا احمد رضا
یہ ولی پیدائشی تھا ایک بچہ آپ کا
لاڈلا بچہ تھا یہ احمد رضا ماں باپ کا

ابتدا میں جو پڑھا ہے وہ پڑھا ہے آپ سے
ناظرہ پورا کیا ہے یعنی اپنے باپ سے
چار سالہ عمر میں ہی پڑھ لیا قرآن کو
یہ سبق ہے لازمی دنیا کے ہر انسان کو
برکتی منظر نمایاں ہو رہے تھے آپ سے
چھ برس کی عمر میں عالیٰ مقرر ہو گئے
صرف چودہ سال میں ہی آپ مفتی ہو گئے
بس خدا کے حکم سے ہی آپ نے فتوے لکھے
تھے کئی استاد جن سے دین کی تعلیم لی
اور دنیا میں لٹائی علم و فن کی روشنی
مرزا قادر بیگ تھے استاد اول آپ کے
اور مولانا علی خاں بھی ہوئے ہیں دوسرے
فضلِ حق تھا کام انکا تھے یہ خیر آباد سے
اس طرح تھے کل کوئی استاد بارہ آپ کے
اس زمانے میں تھا مارہرہ بہت ہی با اصول
تھے وہاں پر پیر و مرشد نام تھا آلِ رسول
کر دئے تھے اپنے زانو تہہ وہاں پر آپ نے
آپ کو رستہ دکھا یا آپ کے ہی باپ نے

ہو گئے بیعت وہاں سے اور خلافت مل گئ
نور سے چہرے پہ انکے بڑھ گئ تھی تازگی
نقشبندی سہروردی چشتیہ بھی آپ ہیں
آپ ہیں ابدالیہ رزّاقیہ بھی آپ ہیں
پھر تو کتنی خانقاہوں سے اجازت مل گئ
اور بارہ سلسلوں سے بھی خلافت مل گئ
آپ کا چرچا تھا ہر سو آپ ہی کی تھی وہ دھوم
اس عرب کی سرزمیں پر تھا مریدوں کا ہجوم
منظرِ اسلام کی بنیاد رکھ دی آپ نے
فیض حاصل ہو رہا ہے آپ کے فیضان سے
بد عقیدوں پر لکھا ہے خوب ہی کھل کر لکھا
ایک فرقے پر تو فتویٰ کفر کا بھی دے دیا
پھر تو احکامِ شریعت آپ نے لکّھی ہے خوب
ردالرفضہ کی اشاعت آپ نے پھر کی ہے خوب
اک فتاویٰ رضویہ تو آج بھی مشہور ہے
سنّیوں میں نام اسکا آج کافی دور ہے
اس طرح سے ہند میں اسلام کا بدلا نظام
تعزیہ داری کو لکّھا آپ نے بالکل حرام

آپ نے چوبیس علم و فن پہ لکّھی ہیں کتاب
آپ کی تصنیف چودہ سو ابھی تک ہیں جناب
ترجمہ قرآن کا بھی خود قبولِ عام ہے
آپ کی ہر سانس میں انسانیت پیغام ہے
آپ اردو فارسی عربی کے ہیں عالم کمال
خود شریعت کے امیں ہیں اور تصوف ہے جمال
شاعری کرتے غضب کی یعنی شاعر باکمال
نعت لکھتے ہیں غضب کی آپ خود اپنی مثال
تین جلدوں پر لکھا ہے مجموعہ بھی نعت کا
با خدا عشق نبی سے خوب رکّھا واسطہ
آپ نے عربی قوائد کو رکھا ہے دھیان میں
شاعری عربی کی جیسے بس گئ جی جان میں
نعت لکّھی فارسی میں با خدا ماہر علوم
چار سو بس ہو رہا تھا آپ کا ظاہر علوم
نعت لکّھی حمد لکّھی اور قصیدہ لکھ دیا
نظم لکّھی اور لکّھا ہے سلامِ مرحبا
اک مجدد آپ ہیں اور اک محدّث آپ ہیں
فقہ حنفی کے یقیناً سچّے وارث آپ ہیں

ساری دنیا میں خلیفہ آپ کے موجود ہیں
علم کی جو بات کی جائے تو لا محدود ہیں
ہر زباں میں آپ ماہر ہیں بلا کے اس قدر
دسترس رکھی غضب کی آپ نے سائنس پر
شکل وصورت میں غضب تو آپ ہیں چہرہ جمال
ہے بہت گفتار میٹھی اور طبیعت خوشحال
عمر پائی آپ نے کچھ روز پینسٹھ سال کی
بات ساری کہہ گئے ہیں آپ ماضی حال کی
دن تھا جمعہ کا اذاں کے وقت یہ رخصت ہوئے
چارسو آہ و فغاں تھی اس طرح جب چل دئے
آپ کے فرزندِ اکبر ہیں یہی حامد رضا
دوسرے فرزند انکے نام انکا مصطفیٰ
اک محلّہ ہے بریلی شہر میں سودا گران
یہ یہیں پر دفن ہیں اب رک گئ میری زبان
خدا یہ شاذ تیرا تجھ سے ہی ڈرتا رہے
شان تیرے اولیاء کی بس بیاں کرتا رہے

☆☆☆

میاں حضور شرافت علی شاہ بریلی شریف

اولیاء اللہ کے ایسے شجر شادگاب ہیں
خود فرشتے جن کے سائے کے لئے بیتاب ہیں
اک ولی کامل کا دل سے شاذ کر تُو تذکرہ
راہ جنت کی دکھائے انکا ہر اک مشورہ
شہر ولیوں کا بدایوں دور تک مشہور ہے
ایک قصبہ ہے جو ککرالہ وہ تھوڑی دور ہے
مصطفیٰ خاں پوری بستی میں معزز نام تھا
مفلس و لاچار کی فریاد سن نا کام تھا
ماہِ رمضان المبارک میں عطا رب کی ہوئ
ایک بیٹا آپ کے گھر لے کے آ یا تھا خوشی
دن تھا جمعہ کا یہاں پر اک ولی پیدا ہوئے
آپ کے ماں باپ دل سے آپ پر شیدا ہوئے
نام تھا انکا شرافت اور شریفانہ عمل
اس زمیں پر آج تک آیا نہیں انکا بدل
دین کی تعلیم نانا جان سے پائ سبھی
اور نمازیں بھی قضا انکی نا ہو پائیں کبھی

پھر مدرّس بن کے بانٹی ہے جہاں میں روشنی
چاہئے تھی انکو لیکن اک تصوف کی کڑی
اک فقیرِ وقت نے پھر دے دیا تھا مشورہ
یاد کرتا ہے تمہیں شہرِ بریلی مر حبا
پیر و مرشد ہیں تمہارے با خدا شاہِ بشیر
تم مریدوں میں ہو انکے اور ہو انکے مشیر
آپ فوراً چل دیئے شہرِ بریلی کے لئے
خدمتِ مرشد میں اپنے دونوں زانو طے کئے
خدمتِ مرشد میں خود کو دے دیا کچھ دن کے بعد
پیر ایسے مل گئے بھایا نہ کوئی جن کے بعد
بیچ دی اجداد کی سب ملکیت بھی آپ نے
بیچ کر سب پیر کے قدموں میں رکھ دی آپ نے
عمر کے چالیس برسوں تک نہ کھایا رزق بھی
دل سے پورا کر رہے تھے پیر کا یہ حکم ہی
سب نظامِ خانقاہی آپ کے ہاتھوں میں تھا
ذکرِ اللہُ کا چرچا آپ کی باتوں میں تھا
پیر و مرشد نے خلیفہ آپ کو اپنا چنا
آپ کے جلوؤں میں پھر تو رنگ بشیری چھا گیا
عاجزی اتنی زیادہ جسکی نا کوئی مثال
آپ کے چہرے پہ دکھتا پیر و مرشد کا جمال

حکم تھا انکو تصوف کی حویلی میں رہیں
پیر و مرشد کی وصیت تھی بریلی میں رہیں
پیر و مرشد کے جنازے کی پڑھائی ہے نماز
خانقاہی کام سارے کر رہے تھے بے نیاز
صبر و استقلال کا پیکر شرافت شاہ تھے
اپنے کانوں کو خبر ہوتی نہیں تھی آہ سے
جب اشارے پیر و مرشد کے ہوئے انکے لئے
خود نظامِ خانقاہی چھوڑ کر یہ چل دیئے
پھر غلامِ مصطفیٰ خاں نے مکاں اپنا دیا
سلسلہ پھر آپ نے آ کر وہاں قائم کیا
بھوکوں کو کھانا کھلانے سے انہیں آرام ہے
پیر و مرشد کے زمانے سے یہ لنگر عام ہے
ذکر کی محفل سجانا ہے شعارِ زندگی
ذکر نے ہم کو بتایا کیا خدا کیا بندگی
رات دن کرتے سبیلیں دودھ شکّر برف کی
اہمیت کب منکروں نے سمجھی انکے ظرف کی
فاتحہ معمول ہے ہر دن ہی دونوں وقت کا
ہے شرافت شاہ والی اس بشیری تخت کا
ساری دنیا میں ہزاروں آپ کے دیکھے مرید
اور مریدوں سے محبت آپ بھی کرتے شدید

کرامت دیکھنے والوں نے آکر دیکھ لی
بادشاہی خاکساری کے قدم ہے چومتی

رات کے بارہ بجے تک ذکرِ محفل روز ہے
کچھ تصوف کی کتابیں آپ سنتے غور سے

آپ نے ارشاد اپنے پیر کے سب رکھ لئے
اور کتابی شکل میں تحریر سارے کر دیئے

وہ تصوف کے سفر میں مسئلے حل کر گئے
جو فقیرِ وقت اپنی جان پر چل کر گئے

عارفی ہونا ضروری ہے تصوف کے لئے
اپنے دل میں کر لے روشن تُو محبت کے دیئے

کر نہیں پایا جو اپنے اندر اپنا مَیں تلاش
در حقیقت وہ بشر ہے چلتی پھرتی ایک لاش

کیوں ان الحق کہہ دیا منصور نے اس دور میں
آپ خود سے پوچھ لیجے اب کہوں کیااور میں

دوستی لازم ہے تیری روح کی اس نفس سے
خوفِ دنیا تجھکو ہوگا نا ہی ہوگا ڈر تجھے

دل حقیقت میں خدا کی ذات کا ہے آئینہ
جو کہا ہے سچ کہا ہے کچھ نہیں ہے شائبہ

عشق کوہِ طور پر موسیٰ کو لیکر آ گیا
عشق عیسیٰ کو بھی لیکر آسماں پر آ گیا

حضرتِ ادریس کو جنت میں لے کر آ یا عشق
اور محمد مصطفیٰ کو لامکاں پر لایا عشق

عقل کہتی ہے سبھی علم و ہنر تیرے لئے
اور دل کہتا ہے میرا بس خدا میرے لئے

عقل کہتی ہے جہاں کی ہر خوشی تیرے لئے
اور دل کہتا ہے سارے سوز و غم میرے لئے

گر خدا جو چاہئے تو چاہئے پہلے رسول
اور نبی کے واسطے ہے پیر یہ کہتا اصول

روزہ رکھنا بھوکے رہنا کم ہی کھانا تھا اصول
ہے شرافت شاہ کی یہ زندگی بھی با اصول

آپ ہیں مشکل کشا اور آپ ہیں حاجت روا
بہہ رہا ہے فیض کا دریا شرافت شاہ کا

شیر نے جنگل میں آ کے آپ کے چومے قدم
یہ بشیری عشق ہے مرشد کا ہے ان پر کرم

خادموں نے آپ کے پائے ہیں عالی مرتبے
پیر و مرشد کے اشارے پر کئے ہیں رت جگے

آپ کی چوکھٹ سے پائیٔ ہے فقیری کی سند
کل تلک جو علم و عرفاں سے رہے تھے لاولد

جو خلیفہ بن گئے شاہِ شرافت آپ کے
دل کی آنکھوں سے ہدایت کے دکھائے راستے

سب خلیفہ آپ کے بیشک ہوئے ممتاز ہیں
کچھ خلیفہ قوم کے اعجاز اور اعزاز ہیں
اک خلیفہ آپ کے حضرت شجاعت شاہ تھے
آپ کے فرزند تھے خدّام کے ہم راہ تھے
نوکری چھوڑی پولس کی خانقاہی ہو گئے
شاہ کے فرزند تھے رب کے سپاہی ہو گئے
آپ کی دانشوری مشہور تھی اس دور میں
آپ اعلیٰ متقی تھے اب لکھوں کیا اور میں
مصلحت اللہ کی والد سے پہلے چل دیئے
آپ کی رحلت پہ سب نے ہاتھ اپنے مل دئے
زندگی بھر آپ نے رکھی نہ کوئی دل میں چاہ
شہر ککرالہ میں پائی آپ نے آرام گاہ
آپ کے والد پڑھائیں خود جنازے کی نماز
مل رہے ہوں جس طرح سے آج محمود و ایاز
آپ کے لختِ جگر نورِ نظر ثقلین شاہ
خادمِ دادا شرافت شاہ دیکھو واہ واہ
آپ کے سر پر سجا جو وہ بشیری تاج ہے
ہے دعا دادا میاں کی جو دلوں پر راج ہے
حکم تھا سرکار کا بخشی خلافت شاہ نے
کپکپا کر رکھ دیا تھا دل سے نکلی آہ نے
پیر بھی استاد بھی دادا شرافت شاہ تھے
کم سنی میں ہی نظر آئے تھے جلوے آپ کے

خود شرافت شاہ نے سب سے کہا بانگِ دُہل
مان لیجے آج سے ثقلین کو میرا بدل
آخری ایام میں بیحد عجب تھی دلکشی
بس تلاوت آپ کرواتے تھے دہر و قاف کی
قوم کا اک درد دلمیں روز اٹھتا بار بار
قوم کی خاطر ہمیشہ آپ رہتے اشکبار
اک فقیرِ وقت اپنے رب سے جب واصل ہوا
حضرتِ ثقلین کو اتنا شرف حاصل ہوا
آپ کی بانہوں میں آئے اس گھڑی دادا حضور
نور کا جب ہو رہا تھا نور سے ظاہر ظہور
حضرتِ ثقلین نے پڑھ دی جنازے کی نماز
جانتے تھے آپ دادا جان کا ہر ایک راز
اب نظامِ خانقاہی آپ کے کندھوں پہ ہے
الفتِ ثقلینؔ طاری چار سو بندوں پہ ہے
یا الٰہی دے شرافت شاہ کا صدقہ مجھے
وقت آخر بس مجھے سرکار کا روضہ دکھے
حضرتِ ثقلین کو دے عمر لمبی یا خدا
شاذ رمزی وہ کرے ہو پیر کی جس میں رضا

☆☆☆

چراغِ تصوف شاذرمزی

چراغِ تصوف شاذ رمزی

چراغِ تصوف شاذرمزی

چراغِ تصوف شاذ رمزی

چراغِ تصوف شاذ رمزی

چراغِ تصوف
شاذ رمزی

چراغِ تصوف شاذ رمزی

چراغِ تصوف شاذ رمزی